سیرۃُ الرسول ﷺ

کی

عصری و بین الاقوامی اَہمیت

تحقیق و تدوین:

ڈاکٹر طاہر حمید تنولی

مِنہاجُ القرآن پبلیکیشنز

365-ایم، ماڈل ٹاؤن لاہور، فون: 5168514 ، 5169111-3

یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور، فون: 7237695

www.Minhaj.org - www.Minhaj.biz

منہاج انٹرنیٹ بیورو کی پیشکش http://www.minhajbooks.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ

وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

منہاج انٹرنیٹ بیورو کی پیشکش http://www.minhajbooks.com

حکومتِ پنجاب کے نوٹیفکیشن نمبر ایس او (پی۔ا) ۴-۱/ ۸۰ پی آئی وی، مؤرّخہ ۳۱ جولائی ۱۹۸۴ء؛ حکومتِ بلوچستان کی چِٹھی نمبر ۸۷-۴-۲۰ جنرل وایم ۴/ ۹۷۰-۳۷، مؤرّخہ ۲۶ دسمبر ۱۹۸۷ء؛ حکومتِ شمال مغربی سرحدی صوبہ کی چِٹھی نمبر ۲۴۴۱۱-۶۷ این۔ا/ اے ڈی (لائبریری)، مؤرّخہ ۲۰ اگست ۱۹۸۶ء؛ اور حکومتِ آزاد ریاست جموں و کشمیر کی چِٹھی نمبر س ت/ اِنتظامیہ ۶۳-۸۰۶۱/ ۹۲، مؤرّخہ ۲ جون ۱۹۹۲ء کے تحت ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی تصنیف کردہ کتب تمام سکولز اور کالجز کی لائبریریوں کے لئے منظور شدہ ہیں۔

جملہ حقوق بحقِ تحریکِ منہاجُ القرآن محفوظ ہیں

نام کتاب	:	سیرۃُ الرسول ﷺ کی عصری و بین الاقوامی اہمیت
تصنیف	:	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری
تحقیق و تدوین	:	ڈاکٹر طاہر حمید تنولی
تخریج	:	محمد ضیاء الحق رازی
زیرِ اہتمام	:	فریدِ ملّت رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ Research.com.pk
مطبع	:	منہاجُ القرآن پرنٹرز، لاہور
اِشاعتِ اوّل	:	جولائی 1995ء (2,000)
اِشاعتِ دُوُم	:	مئی 1999ء (1,100)
اِشاعتِ سوُم	:	اکتوبر 2004ء (1,100)
اِشاعتِ چہارُم	:	اکتوبر 2006ء
تعداد	:	1,100
قیمت اِمپورٹڈ کاغذ	:	-/45 روپے

❖ ❖ ❖

نوٹ: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی تمام تصانیف اور خطبات و لیکچرز کے آڈیو، ویڈیو کیسٹس، CDs اور DVDs سے حاصل ہونے والی جملہ آمدنی اُن کی طرف سے ہمیشہ کے لیے **تحریکِ منہاجُ القرآن** کے لیے وقف ہے۔

(ڈائریکٹر منہاجُ القرآن پبلی کیشنز)

sales@minhaj.biz

منہاج انٹرنیٹ بیورو کی پیشکش http://www.minhajbooks.com

فہرس

صفحہ	مشتملات
۷	پیش لفظ
۹	جدید عالمی نظام کے تناظر میں سیرۃ الرسول ﷺ کا مطالعہ
۹	۱۔ ظہورِ اسلام سے قبل ورلڈ آرڈر کی صورت حال
۱۰	۲۔ خطبہ حجۃ الوداع اور اسلامک ورلڈ آرڈر کا اعلان
۱۱	۱۔ نئے عالمی نظام کا آغاز
۱۲	۲۔ سابقہ جاہلانہ اور ظالمانہ نظام کی منسوخی
۱۲	۳۔ عالمی امن کے قیام کا اعلان
۱۴	۴۔ عالمی انسانی مساوات کا قیام
۱۶	۵۔ معاشی و اقتصادی استحصال کا خاتمہ
۱۶	۶۔ عورتوں کے حقوق کا تحفظ
۱۷	۷۔ زیر دست اور افلاس زدہ انسانیت کے حقوق کا تحفظ
۱۹	جدید انسانی مسائل کے تناظر میں سیرۃ الرسول ﷺ کا مطالعہ
۱۹	۱۔ آفاقی اقدار کا قیام

منہاج انٹرنیٹ بیورو کی پیشکش http://www.minhajbooks.com

مشتملات	صفحہ
۲۔ تصادم کی بجائے مکالمے کی ضرورت	۲۳
۳۔ اسلام کا بطور نظام حیات ابلاغ	۳۰
۴۔ عالمی برداشت کے کلچر کا فروغ	۳۳
۵۔ وحدت نسل انسانی کا تصور	۳۵
۶۔ معاشی عدل و احسان کا حکم	۳۶
۷۔ صدقہ و انفاق اور اطعام الطعام کا وجوبی حکم	۳۷
۸۔ اصل رزق اور بنیادی ضروریات زندگی میں سب کی برابری کا تصور	۴۰
۹۔ عورت کی عزت اور حقوق کے تحفظ کا حکم	۴۲
۱۰۔ جائز جنسی تسکین کے لئے نکاح کا تصور	۴۵
۱۱۔ نوجوانوں کی پریشان خیالی کا اسلامی علاج	۴۶
۱۲۔ دماغی اور نفسیاتی دباؤ کا روحانی علاج	۴۸
۱۳۔ شراب نوشی اور دیگر منشیات کی کلی حرمت	۵۱
۱۴۔ ماحولیاتی صحت کے لئے صفائی اور شجرکاری وغیرہ کا حکم	۵۲
❖ مآخذ و مراجع	۵۵

پیش لفظ

دورِ جدید عالم اسلام کے لئے ان مسائل اور چیلنجز کا حامل ہے جو ماضی میں درپیش نہیں رہے۔ انسانی سطح پر بھی دنیا کئی مسائل سے نبرد آزما ہے، تاہم ماضی میں جب اسلام کو قوتِ اِقتدار حاصل تھی اسلام تہذیبی قوت ہونے کے سبب سے ایک مؤثر کردار ادا کرتا رہا۔ مگر آج عالم اسلام داخلی عدم اِستحکام، پسماندگی، اندرونی کشیدگی اور بیرونی آویزشوں کا شکار ہے۔ اس بحرانی حالت کے سبب سے یہ اَلمیاتی صورت حال پیدا ہوئی کہ عالم اِسلام اس منصب سے محروم ہوگیا جب مسلمان انسانی تہذیب کے نگران تھے۔ اُس وقت وہ نہ صرف مہذب دنیا کا محور ومنبع تھے بلکہ اس کے قائد و رہنما بھی تھے۔ لیکن فی زمانہ مسلم دینا نہ صرف عالمی اُمورِ سیاست میں برابر کی شریک کار نہیں ہے بلکہ عالمی سیاست میں مسلمانوں اور اسلام کے تصورِ حیات کو خود ایک مسئلہ تصور کیا جانے لگا ہے۔

اسلام جو کہ دینِ انسانیت ہے، غلط فہمیوں اور اِلتباسات کے باعث معرضِ تنقید بنا ہوا ہے۔ حالاں کہ آج انسانیت جن مسائل سے دوچار ہے اسلام ہی وہ تہذیبی، سماجی، معاشرتی، اقتصادی اور قانونی قوت رکھتا ہے کہ وہ انسانیت کو ان مسائل کے چنگل سے آزادی دلا کر ایک حقیقی فلاحی معاشرے کے امکانات روشن کرے۔ قوموں کے تعلقاتِ کار میں تصادم و آمیزش کا عنصر، سماجی، اقتصادی، سیاسی اور سائنسی میادین میں اعلیٰ انسانی اَقدار سے صرفِ نظر کا عنصر اور انسانی اخوت کی بنیاد پر عالم گیر معاشرہ تشکیل دینے کی بجائے محدود علاقائی، نسلی اور قومی مفادات کا تحفظ وہ اُمور ہیں جو اپنی اصلاح کے لئے اعلیٰ و ارفع نظامِ فکر کے متقاضی ہیں۔

حضرت شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مد ظلہ کی زیرِ نظر تصنیف میں سیرۃ الرسول ﷺ کا عصری و بین الاقوامی تناظر میں مطالعہ کیا گیا ہے اور دورِ جدید میں انسانیت کو درپیش مسائل اور چیلنجز کا حل سیرۃ الرسول ﷺ کی روشنی میں تلاش کرنے کی سعی کی گئی ہے۔ سیرۃ الرسول ﷺ کے مطالعہ کی یہ ایک نئی جہت ہے۔ اس تناظر میں سیرۃ الرسول ﷺ پر غور و فکر اور مطالعہ اسلام کے آفاقی، انسانی اور فلاحی مزاج کو اُجاگر کرنے کے ساتھ ساتھ دورِ حاضر کے نمایاں مسائل کے حل کے اِمکانات بھی روشن کرے گا۔

(ڈاکٹر طاہر حمید تنولی)

ناظمِ تحقیق

تحریکِ منہاجُ القرآن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دورِ حاضر کا بین الاقوامی منظر نامہ یک قطبی (Uni-Polar System) ہونے کے سبب سے اقوام عالم کے لئے ایک ایسے نئے عالمی نظام (New World Order) کا پیش خیمہ بن چکا ہے جس میں اُمتِ مسلمہ کے لئے اپنے فکری و ثقافتی تشخص اور سیاسی و اقتصادی آزادی کا تحفظ ایک چیلنج بن چکا ہے اور امن عالم نئے خطرات سے دوچار ہو گیا ہے۔ ان عصری بین الاقوامی حالات کے تناظر میں سیرتِ محمدی ﷺ کا مطالعہ مزید ناگزیر ہو گیا ہے کیونکہ اُمتِ مسلمہ کو درحقیقت نیو ورلڈ آرڈر حضور نبی اکرم ﷺ کے ذریعے دائماً دیا جا چکا ہے۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ ''اسلامک نیو ورلڈ آرڈر'' تو سیرتِ محمدی ﷺ کا ایک درخشاں باب ہے جس کی اہمیت و افادیت روزِ قیامت تک کم نہیں ہوسکتی۔ سیرت الرسول ﷺ کے عصری اور بین الاقوامی پہلو کا جائزہ لیتے ہوئے سیرت الرسول ﷺ کا دو جہتوں سے مطالعہ ضروری ہے:

۱۔ جدید عالمی نظام کے تناظر میں سیرت الرسول کا ﷺ مطالعہ

۲۔ جدید انسانی مسائل کے تناظر میں سیرت الرسول ﷺ کا مطالعہ

۱۔ جدید عالمی نظام کے تناظر میں سیرت الرسول ﷺ کا مطالعہ

ظہورِ اِسلام سے قبل ورلڈ آرڈر کی صورت حال

اگر ہم چھٹی صدی عیسوی سے دنیا کی تاریخ کا جائزہ لیں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ چھٹی صدی عیسوی میں اس دنیا میں روم اور فارس کی دو بڑی سلطنتیں آپس میں خونریز

جنگوں کی شکل میں محاذ آرا تھیں۔ فاتح سلطنت ہر جنگ کے بعد ایک ورلڈ آرڈر جاری کرتی جس کے تحت چھوٹی ریاستوں کو اپنا مطیع بنا لیا جاتا۔ رسول اکرم ﷺ کی بعثت کے وقت دنیا میں ملوکیت اور بادشاہت کا دور تھا۔ سرزمین عرب کا جنوبی حصہ سلطنتِ حبش کے پاس تھا، مشرقی حصہ سلطنتِ فارس کے قبضہ میں تھا اور شمالی حصہ پر سلطنتِ روم قابض تھی۔ ملک عرب ایک وحدت کی بجائے کئی خود مختار قبیلوں میں منقسم تھا۔ دو طاقتی نظام رائج تھا۔ طاقت کا توازن اس وقت کی دو بڑی سلطنتوں روم اور فارس نے سنبھالا ہوا تھا۔ مگر یہ نظام بری طرح ناکام ہوا اور عالمی امن قائم نہ رہ سکا۔ کیونکہ ان میں سے کسی سلطنت کا ورلڈ آرڈر انصاف، صلح اور مساوات پر مبنی نہ تھا بلکہ یہ ورلڈ آرڈر توسیع سلطنت کی خواہش اور اقتدار کی ہوس پر مبنی تھا۔

خطبہ حجۃ الوداع اور اِسلامک ورلڈ آرڈر کا اِعلان

ان حالات میں حضور نبی اکرم ﷺ کی بعثت ہوئی۔ آپ ﷺ نے ۲۳ سال کی جد و جہد کے بعد ایک ایسا معاشرہ قائم کر کے دکھایا جو قیامت تک کے لئے قابلِ تقلید تھا اور پوری دنیا کی رہنمائی کے لئے ایک ورلڈ آرڈر جاری کیا جس کا باضابطہ اعلان خطبہ حجۃ الوداع میں کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: لوگو! خبردار! پچھلا عالمی نظام جو استحصال، ظلم، ناانصافی اور جبر و تشدد پر مبنی تھا آج وہ ختم ہو رہا ہے۔ اسے میں اپنے قدموں تلے روند رہا ہوں اور کائناتِ انسانی کو نیا عالمی نظام عطا کر رہا ہوں۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے ۱۰ھ میں آخری حج ادا فرمایا جسے حجۃ الوداع کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔ اس موقع پر بتاریخ ۹ ذی الحجہ میدان عرفات میں آپ نے خطبہ حجۃ الوداع ارشاد فرمایا جو عالم انسانیت کے لئے انسانی حقوق کا پہلا باقاعدہ چارٹر (Charter of Human Rights) اور اقوام عالم کے لئے نیا عالمی نظام (New World Order) تھا۔

خطبہ حجۃ الوداع کو تاریخ انسانی میں نیو ورلڈ آرڈر کی حیثیت کیسے حاصل ہے اس حقیقت کی طرف حضور نبی اکرم ﷺ نے درج ذیل الفاظ میں خود اشارہ فرما دیا ہے:

۱۔ نئے عالمی نظام کا آغاز

إنّ الزمان قد استدار كهيئته يوم خلق الله السماوات والأرض.(۱)

”(اور دیکھو) اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان (یعنی نظامِ عالم) کو جس حالت پر پیدا کیا تھا، زمانہ اپنے حالات و واقعات کا دائرہ مکمل کرنے کے بعد پھر اس مقام پر دوبارہ آ گیا ہے۔“

گویا زبانِ نبوت اس امر کا اعلان فرما رہی تھی کہ نظام عالم کے ایک دور کا خاتمہ ہو چکا ہے اور آج سے دوسرے دور کا آغاز ہو رہا ہے اور میں دنیائے انسانیت کو

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب بدء الخلق، باب ما جاء فی سبع أرضین، ۳: ۱۱۶۸، رقم: ۳۰۲۵

۲۔ بخاری، الصحیح، کتاب الأضاحی، باب من قال الأضحی یوم النحر، ۵: ۲۱۱۰، رقم: ۵۲۳۰

۳۔ مسلم، الصحیح، کتاب القسامہ، باب تغلیظ تحریم الدماء، ۳: ۱۳۰۵، رقم: ۱۶۷۹

۴۔ أبو داود، السنن، کتاب المناسك، باب الأشهر الحرم، ۲: ۱۹۵، رقم: ۱۹۴۷

۵۔ ابن کثیر، البدایة والنهایة، ۱: ۱۹

۶۔ شیبانی، الکامل فی التاریخ، ۲: ۱۷۱

۷۔ ابن خلدون، تاریخ ابن خلدون، ۲: ۴۸۰

۸۔ طبری، تاریخ الأمم والملوك، ۲: ۲۰۵

۹۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۲: ۱۸۶

نظامِ عالم کے نئے دور کے آغاز پر ’’خطبہ حجۃ الوداع‘‘ کے ذریعے بالخصوص اور اپنی تعلیمات و ہدایات کے ذریعے بالعموم نیا عالمی نظام عطا کر رہا ہوں۔

۲۔ سابقہ جاہلانہ اور ظالمانہ نظام کی منسوخی

ضروری تھا کہ اس موقع پر آپ پچھلے نظام اور اس کے جاہلانہ اُمور کو منسوخ کرنے کا اعلان بھی فرماتے۔ سو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ألا! كلّ شيء من أمر الجاهلية تحت قدمي موضوع، ودماء الجاهلية موضوعة، ...... وربا الجاهلية موضوع.(۱)

’’خبردار! دورِ جاہلیت کا سارا (ظالمانہ اور استحصالی) نظام میں نے اپنے پاؤں تلے روند ڈالا ہے۔ آج سے نظامِ جاہلیت کے سارے خون (قصاص، دیت اور انتقام) کالعدم قرار دیئے جاتے ہیں اور آج سے نظامِ جاہلیت کے سارے سودی لین دین بھی ختم کئے جاتے ہیں۔‘‘

ان دو اعلانات کے بعد اس امر میں کسی شک کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی کہ خطبہ حجۃ الوداع فی الحقیقت ’’نیو ورلڈ آرڈر‘‘ کا ہی اعلان تھا۔ اب ہم یہ جائزہ لیتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ کے عطا کردہ نیو ورلڈ آرڈر کے اہم پہلو کیا تھے؟

۳۔ عالمی اَمن کے قیام کا اِعلان

اس اسلامک ورلڈ آرڈر کا سب سے اہم پہلو عالمی سطح پر قیامِ امن تھا۔ اقوام، ممالک اور قبائل ہمہ وقت قتل و غارت گری اور جنگ وجدال کے فساد انگیز عمل میں مبتلا

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، کتاب الحج، باب حجۃ النبی، ۲: ۸۸۹، رقم: ۱۲۱۸
۲۔ ابن حبان، الصحیح، ۹: ۲۵۷، رقم: ۳۹۴۴
۳۔ دارمی، السنن، ۲: ۶۹، رقم: ۱۸۵۰

رہتے تھے۔ قبائل میں لا متناہی جنگوں کے سلسلے جاری رہتے تھے، انسانی خون نہایت ارزاں ہوگیا تھا اور معمولی معمولی بات پر تلواریں نکل آتیں اور دیکھتے ہی دیکھتے نسلیں خون آشام منظر کی بھینٹ چڑھ جاتیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ان ہولناک حالات میں عالمی سطح پر قیامِ امن کا اعلان ان الفاظ میں فرمایا:

فإن دماءكم وأموالكم وأعراضكم عليكم حرام كحرمة يومكم هذا في بلدكم هذا في شهركم هذا. (۱)

’’اے بنی نوع انسان! بیشک تمہاری جانیں اور تمہارے اموال اور تمہاری عزتیں تم پر حرام کر دی گئی ہیں جس طرح آج کے دن کی حرمت اور اس مہینہ کی حرمت تمہارے اس شہر میں برقرار ہے۔‘‘

جس میں تم ایک دوسرے کی بے حرمتی نہیں کر سکتے اسی طرح تم کبھی ایک دوسرے کی جان و مال کی بے حرمتی بھی نہیں کر سکتے۔

آپ ﷺ نے اس حکم کو مزید ان الفاظ کے ذریعے مؤکد فرمایا:

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب الحج، باب الخطبة أيام الحج، ۲: ۶۱۹، رقم: ۱۶۵۲

۲۔ مسلم، الصحیح، کتاب القسامة، باب المجازة بالدماء، ۳: ۱۳۰۶، رقم: ۱۶۷۸

۳۔ ترمذی، السنن، کتاب تفسير القرآن، باب ومن سورة التوبة، ۵: ۲۷۳، رقم: ۳۰۸۷

۴۔ ابن ماجه، السنن، کتاب المناسك، باب الخطبة يوم النحر، ۲: ۱۰۱۶، رقم: ۳۰۵۸

۵۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۴: ۳۳۷، رقم: ۱۸۹۸۶

ألا فلا ترجعوا بعدی ضلالًا یضرب بعضکم رقاب بعض.[1]

’’خبردار! تم میرے بعد پلٹ کر پھر گمراہ نہ ہوجانا یوں کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو (یہ سب سے بڑی گمراہی ہوگی)۔‘‘

۴۔ عالمی اِنسانی مساوات کا قیام

حضور نبی اکرم ﷺ نے انسانی نسلوں، طبقوں اور معاشروں کی ایک دوسرے پر مصنوعی فضیلت و برتری کے سب دعووں کو ختم فرما دیا اور انسانی مساوات کا عالمی اعلان فرما کر ساتھ ہی باہمی فضیلت کا دائمی عادلانہ اصول بھی مقرر فرما دیا۔ ارشاد فرمایا:

الناس بنو آدم وآدم من تراب.[2]

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب المغازی، باب حجۃ الوداع، ۴: ۱۵۹۹، رقم: ۴۱۴۴

۲۔ بخاری، الصحیح، کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالی، ۶: ۲۷۱۰، رقم: ۷۰۰۹

۳۔ مسلم، الصحیح، کتاب القسامۃ، باب تغلیظ تحریم الدماء، ۳: ۱۳۰۵، رقم: ۱۶۷۹

۴۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۵: ۳۷

۵۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۳: ۳۱۳، رقم: ۵۹۷۴

۶۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۵: ۱۶۵، رقم: ۹۵۵۴

(۲) ۱۔ ترمذی، السنن، کتاب المناقب، باب فضل الشام، ۵: ۷۳۵، رقم: ۳۹۵۶

۲۔ أبوداود، السنن، کتاب الأدب، باب فی التفاخر، ۴: ۳۳۱، رقم: ۵۱۱۶

’’تمام بنی نوع انسان، آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے تخلیق کئے گئے تھے۔‘‘

ألا! کل مأثرة أو دم أو مال یدعی به فهو تحت قدمی هاتین.[۱]

’’اب فضیلت و برتری کے سارے (جھوٹے) دعوے، جان و مال کے سارے مطالبے اور سارے انتقام میرے پاؤں تلے روندے جاچکے ہیں۔‘‘

أیها الناس، إن ربکم واحد و أباکم واحد.[۲]

’’اے لوگو! تم سب کا رب ایک ہے، اور باپ بھی ایک ہے۔‘‘

إن أکرمکم عند الله أتقاکم فلیس لعربی علی عجمی فضل ولا لعجمی علی عربی ولا لأسود علی أبیض ولا لأبیض علی أسود فضل إلا بالتقوی.[۳]

’’(اس وحدتِ نسلِ انسانی کے باعث تم سب برابر ہو) مگر تم میں بزرگ و برتر وہی ہے جو زیادہ پرہیزگار (بہتر کردار کا مالک) ہے۔ پس کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر کوئی برتری نہیں اور نہ ہی کسی کالے کو گورے پر اور کسی گورے کو کالے پر برتری حاصل ہے ساری برتریاں، کردار و عمل پر مبنی ہیں۔‘‘

یہ مساواتِ انسانی کا وہ عالمی اصول تھا جس پر حضور نبی اکرم ﷺ نے بین الاقوامی سطح پر جمہوری اور عادلانہ انسانی معاشرے کی بنیاد رکھی یہی اصول آگے چل کر عالمی جمہوریت کے قیام (Establishment of World Democracy) کا باعث بنا۔

---

(۱) ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ۱: ۵۱۶
طبری، تاریخ الأمم والملوک، ۲: ۱۶۱
(۲) ہیثمی، مجمع الزوائد، ۳: ۲۶۶
(۳) طبرانی، المعجم الکبیر، ۱۸: ۱۲، رقم: ۱۶

۵۔ معاشی و اِقتصادی اِستحصال کا خاتمہ

(Eradication of Economic Exploitation)

حضور نبی اکرم ﷺ نے اسی ورلڈ آرڈر کے ذریعے سود کو استحصالی نظام قرار دے کر اسے کلیتاً مسترد بلکہ ختم کرنے کا اعلان فرمایا۔ ارشاد فرمایا:

وإن كل ربا موضوع ولكم رؤوس أموالكم لا تظلمون ولا تظلمون.(۱)

’’بے شک آج سے ہر قسم کا سود (اور سارا سودی نظام) منسوخ کیا جاتا ہے تم اپنے سرمائے کے سوا نہ کچھ لے سکتے ہو اور نہ کچھ دے سکتے ہو۔ نہ تم سودی لین دین کی شکل میں ایک دوسرے پر ظلم کرو اور نہ قیامت کے دن تم پر ظلم کیا جائے گا۔‘‘

قضى الله أنه لا ربا.(۲)

’’یہ فیصلہ اللہ تعالیٰ نے فرما دیا ہے کہ سود (اور اس پر مبنی ہر قسم کا اقتصادی استحصال) ممنوع ہے۔‘‘

۶۔ عورتوں کے حقوق کا تحفظ (Protection of Women Rights)

حضور ﷺ نے سابقہ عالمی نظام میں خواتین پر روا رکھے گئے تمام مظالم کے خاتمے کا اعلان فرمایا اور ان کے حقوق کے تحفظ کی ضمانت فراہم کی۔ ارشاد فرمایا:

---

(۱) ابویعلی، المسند، ۳: ۱۳۹، رقم: ۱۵۹۶

(۲) طبری، تاريخ الأمم والملوك، ۲: ۲۰۵

ابن خلدون، تاريخ ابن خلدون، ۲: ۴۸۰

أیها الناس! فإن لکم علی نسائکم حقًا ولهن علیکم حقًا ...... واستوصوا بالنساء خیرًا، فاتقوا اﷲ فی نسائکم.(۱)

’’اے لوگو! بے شک تمہارے کچھ حقوق عورتوں پر واجب ہیں اور اسی طرح عورتوں کے کچھ حقوق تم پر واجب ہیں (ان کی پوری طرح حفاظت کرنا) عورتوں سے ہمیشہ بہتر سلوک کرنا اور عورتوں کے حقوق کے معاملے میں ہمیشہ اﷲ سے ڈرتے رہنا۔‘‘

۷۔ زیردست اور افلاس زدہ اِنسانیت کے حقوق کا تحفظ

(Protection of Rights of the Poor and Depressed Classes)

حضور ﷺ نے عالمی سطح پر عادلانہ اور غیر استحصالی انسانی معاشرہ قائم کرنے کے لئے یہ عظیم انقلابی اعلان بھی فرمایا:

أرقّائکم أرقّائکم اطعموهم مما تأکلون واکسوهم مما تلبسون.(۲)

’’لوگو! زیردست انسانوں کا خیال رکھنا، زیردستوں کا خیال رکھنا۔ انہیں وہی کچھ کھلاؤ جو خود کھاتے ہو اور ایسا ہی پہناؤ جیسا تم خود پہنتے ہو۔‘‘

اس اعلان نے عالمی نظام سے غلامی کے خاتمے کی بنیاد رکھ دی۔ اور انسانی

(۱) طبری، تاریخ الأمم والملوک، ۲: ۲۰۶
ابن خلدون، تاریخ ابن خلدون، ۲: ۴۸۰

(۲) ۱۔ ابن سعد، الطبقات الکبری، ۲: ۱۸۵
۲۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۲: ۲۴۳، رقم: ۶۳۶
۳۔ منذری، الترغیب والترهیب، ۳: ۱۵۰، رقم: ۳۴۴۹

طبقات میں غیر فطری تفاوت کے خلاف انقلاب آفریں نظام وضع کردیا۔

الغرض حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنے خطبہ حجۃ الوداع کے ذریعے انسانیت کو ایسا نیو ورلڈ آرڈر (نیا عالمی نظام) عطا فرمایا جو آج بھی زندہ و تابندہ ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ آج عالم اسلام عملاً اس کی قدر و قیمت کا صحیح اندازہ کر رہا ہے یا نہیں۔

اسلام کی تاریخ میں یہ نیو ورلڈ آرڈر آج بھی دنیا کو ایسے اصول فراہم کرتا ہے جن پر عمل پیرا ہوکر دنیا امن کا گہوارہ بن سکتی ہے اس لئے امت مسلمہ کو رسول پاک ﷺ کے عطا کئے ہوئے ورلڈ آرڈر کی موجودگی میں کسی اور ورلڈ آرڈر کی ضرورت نہیں۔

اسلامک ورلڈ آرڈر کے تحت پوری دنیا سے ظلم و نا انصافی کے خاتمے اور نظام مساوات و انصاف کے نفاذ کی عملی جدوجہد کا آغاز ہوا اور جلد ہی اسلام کی اس ابھرتی ہوئی طاقت نے روم اور فارس کی دونوں عالمی استحصالی طاقتوں کو چیلنج کردیا اور ان طاقتوں کو عبرتناک شکست سے دوچار ہونا پڑا۔ یوں دنیا میں اسلامک ورلڈ آرڈر کا نفاذ کردیا گیا۔ اس ورلڈ آرڈر کے نفاذ سے بد امنی اور ظلم و بربریت کا خاتمہ ہوگیا اور ایک ایسے بین الاقوامی معاشرے کا آغاز ہوا جس میں خیر،تعمیر، ارتقاء اور عدل ہی عدل تھا۔ جو انسان کے بنیادی حقوق کا ضامن تھا۔ جس میں بین الاقوامی قوانین کی پاسداری، عالمی امن کے قیام، پر امن بقائے باہمی، غلامی سے نجات،حق کی معاونت اور ظلم سے نجات کے سنہری اصول دیئے گئے تھے۔ اسلامک ورلڈ آرڈر کے سنہری اصولوں کے تحت خلفائے راشدین کے عہد خلافت میں ۶۶۱ء تک مسلمانوں نے جتنے علاقوں کو فتح کیا وہاں کے غیر منصفانہ اور مستبدانہ قوانین کو منسوخ کردیا گیا۔ اور وہاں کی آبادی کو ہی اقتدار میں شریک کیا گیا۔

عہد خلافت راشدہ اور دور بنو امیہ سے لے کر سلطنت عثمانیہ (موجودہ بیسویں صدی عیسوی کے اوائل) تک مسلمانوں نے اسلامک ورلڈ آرڈر کے اصولوں کے مطابق بین الاقوامی سیاست میں نمایاں کردار ادا کیا اور مسلمانوں کے ہر فاتح نے انہی اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی داخلہ و خارجہ پالیسیوں کو تشکیل دیا۔

۲۔ جدید اِنسانی مسائل کے تناظر میں سیرۃُ الرسول ﷺ کا مطالعہ

سیرت الرسول ﷺ کی عصری اور بین الاقوامی اہمیت کا دوسرا پہلو جدید انسانی مسائل کے حوالے سے اجاگر ہوتا ہے۔ آج انسانیت عالمی سطح پر کئی پیچیدہ مسائل میں گھری ہوئی ہے، اقوام متحدہ (UNO) سے لے کر ہر ملک کی غیر سرکاری سماجی تنظیمات (NGOs) تک ان انسانی مسائل کے حل کے لئے پریشان ہیں۔ مگر یہ حقیقت تقویتِ ایمان کا باعث ہے جو عالمی انسانی مسائل موجودہ دور میں پریشانی کا باعث بن رہے ہیں سیرت نبوی ﷺ نے قرآن و سنت کی تعلیمات اور اسوہ حسنہ کی صورت میں ان کا حل چودہ صدیاں قبل ہی عطا فرما دیا تھا۔ اب ہماری ذمہ داری ان عصری مسائل کا حل تلاش کرنا نہیں بلکہ بارگاہ مصطفوی ﷺ سے ملنے والے حل کو نافذ اور رُو بہ عمل کرنا ہے۔ آج بین الاقوامی سطح پر پریشان کن اہم انسانی مسائل میں سے چند ایک درج ذیل ہیں :

ا۔ آفاقی اَقدار کا قیام (Establishing Universal Values)

آج کے دور کا یہ المیہ ہے کہ بین الاقوامی تعلقات اور سیاسی روابط کی بنیاد ان اقدار پر رکھ دی گئی جو مقامی اور محدود مفادات ہی کی حفاظت کرنے والی ہیں۔ اسلام اپنے مزاج کے لحاظ سے محدود اور مقامی مفادات کا تحفظ کرنے والی اقدار کی بجائے آفاقی اور انسانی اقدار کا امین نظام حیات ہے۔ اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے ایک مغربی مفکر لکھتا ہے:

> Christianity and Islam -offer universal values to the community of mankind. When aliens are made in societies about 'cultural authenticity', they are most often made about religious totems.(1)

(1) Simon Murden, Culture in World Affairs in John Baylis & Steve Smith's The Globalization of World Politics, OUP, 2001, p. 457.

’’عیسائیت اور اسلام بنی نوع انسان کیلئے آفاقی اقدار پیش کرتے ہیں۔ جب معاشرے میں اجنبی عناصر سے ثقافتی ثقاہت کا مطالبہ کیا جاتا ہے تو اکثر و بیشتر اس کا تعلق مذہبی نشانات سے ہوتا ہے۔‘‘

فطری امر تو یہ تھا کہ آج ایک عادلانہ، منصفانہ اور انسانیت نواز عالمی نظام کا قیام اسلام ہی کا منصب ہوتا جیسے کہ اسلام کے غلبہ کا ابتدائی دور میں رہا۔ لیکن اسلام کے اپنے اس فطری منصب سے انحراف کا نتیجہ یہ ہے کہ عالمی نظام کی تشکیل ان اقوام و ملل کے ہاتھوں میں چلی گئی جو آج تک نسلی، لسانی اور جغرافیائی بندھنوں سے آزاد نہیں ہو سکی۔ اس امر کا اظہار آج کے مغربی سیاسی مفکرین کی تحریروں سے بھی ہوتا ہے

A universal civilization, Huntington argues, is purely a Western dream; civilizations have been maintaining and even reinforcing their distinctions throughout the late 20th century However, if civilizations do adapt to meet new conditions, especially material conditions, as the modern view might suggest and if life within the world's major civilizations is gradually encountering similar, if not identical, material conditions, then those civilizations should tend to converge, at least to some degree, in the face of those similar challenges.(1)

’’ہننگٹن کے مطابق عالمی تہذیب خالصتاً مغربی خواب ہے۔ پوری بیسویں صدی کے دوران تہذیبیں اپنے امتیازات کو قائم رکھنے اور انہیں نافذ کرنے کے لیے جدوجہد کرتی رہیں۔ تاہم اگر تہذیبیں نئے حالات کو اختیار کر لیں، خصوصاً مادی صورتحال کو جیسا کہ جدید نکتہ نظر تجویز کرے گا اور اگر دنیا کی بڑی تہذیبوں

(1) Christian Stracke; The Clash of Civilizations and the Remaking of the World Order, Journal of International Affairs, Vol. 51, 1997.

میں زندگی بتدریج اس طرح کی گو غیر مماثل مادی صورتحال کا سامنا کرے تو ان تہذیبوں کو کم از کم اس درجے تک ان ایک جیسے چیلنجز کا سامنا کرنے کیلئے اکٹھا ہو جانا چاہیے۔‘‘

یہی وجہ ہے کہ مغرب کے تصادم پر مبنی سیاسی فلسفے کا اثر ان اقوام کے فکر و عمل میں بڑا واضح نظر آتا ہے۔ مثلاً یورپ کے سیاسی طرز فکر و عمل کو متعین کرنے میں کئی حوالوں سے سیموئل ہنٹنگٹن کی فکر نے کلیدی کردار ادا کیا:

Huntington's focus upon an Islamic threat to the EU paralleled the approach of European strategists. His explicit identification of a "danger" to the Union from outside and from inside was not an approach that senior EU figures pursued publicly: it did however complement the position taken by populist politicians and by organizations of the extreme Right.(1)

’’ہنٹنگٹن کا اسلامی دنیا کو یورپی یونین کے لیے خطرہ قرار دینا یورپی حکمت عملی کے متوازی رہا۔ یورپی یونین کے لیے اندرون اور بیرون کی طرف سے خطرے کی اس واضح نشاندہی ایسا نقطہ نظر نہ تھا جسے یوری یونین کی اعلیٰ شخصیات قبول اور اختیار کرلیتیں۔ تاہم اس مؤقف کو اتنی تقویت ضرور ملی کہ اسے انتہائی دائیں بازو کے عوامی سیاستدانوں، تنظیموں نے اختیار کیا۔‘‘

جبکہ آج کے عالمی سیاسی منظر نامہ اس امر کا متقاضی ہے کہ بین الاقوامی تعلقات کی بنیاد ایسے اقدار پر رکھی جائے جو بقائے باہمی کی ضامن ہوں۔ اس تقاضے کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے ایک مغربی مفکر لکھتا ہے:

(1) Philip Marfleet, The "Clash" Thesis: War and Ethnic Boundaries in Europe, Arab Studies Quarterly, vol. 25, 2003.

For the furtherance of peace in this world and the reception of human rights into all cultures, these difficult questions should be discussed in a dialogical way, that is, openly with mutual understanding, reciprocal witnessing and critical questioning. In such a dialogue western individualism will be subject to correction.(1)

’’دنیا میں امن کے فروغ اور تمام ثقافتوں میں انسانی حقوق کے فروغ کے لئے ان مشکل سوالات کو مکالماتی طور پر زیر بحث لانے کی ضرورت ہے یعنی وسیع طور پر باہمی افہام و تفہیم، باہمی شہادتوں اور تنقیدی سوالات کے ذریعے۔ ایک ایسے مکالمے میں انجام کار مغربی تصور فرد کو اپنی تصحیح کرنا ہوگی۔‘‘

یہ تصور کہ دنیا کا موجودہ عالمی نظام جس فکر پر مبنی ہے وہ کئی حوالوں سے محل نظر ہے آج مغرب کے سلیم الفکر مفکرین میں عام ہو رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سیموئل ہنٹنگٹن کا پیش کردہ نظریہ تنقید کا نشانہ بھی بن رہا ہے:

Even Huntington's most ardent admirers have viewed the thesis in this light: Robert Kaplan, for example, sees it as an analysis of American security needs set "in the most tragic, pessimistic terms.(2)

’’ہنٹنگٹن کے بہت پرجوش مداح بھی اس کے نظریئے کو تنقید کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ مثلاً رابرٹ کیپلین، اسے امریکی تحفظ کا ایسا تجزیہ قرار دیتا ہے جو بہت ہی المیاتی اور مایوس کن انداز سے کیا گیا ہے۔‘‘

(1) Abd Allah Ahmad Na'im, *Human Rights and religious Values*, p. vii.

(2) Philip Marfleet; The "Clash" Thesis: War and Ethnic Boundaries in Europe, Arab Studies Quarterly, Vol. 25, 2003.

اندریں حالات انسانیت کو آفاقی اقدار پر مبنی نظام کی احتیاج صرف حضور نبی اکرم ﷺ کی عطا کردہ تعلیمات پر مبنی نظام ہی پوری کر سکتا ہے۔ جس کا سب سے بڑا ثبوت حقوق انسانی کا ہمہ گیر چارٹر خطبہ حجۃ الوداع ہے۔

۲۔ تصادم کی بجائے مکالمے کی ضرورت

(Preferring Dailogue on Clash)

آج کی جدید سیاسی فکر نے بین الاقوامی تعلقات اور بین الملل روابط ثقافت کو قرار دیا ہے۔ ہر قوم کی اپنی نمایاں اور انفرادی ثقافتی شناخت ہوتی ہے لحاظہ جہاں کہیں ثقافتی اقدار میں اختلاف و تضاد واقع ہو گا، ثقافتی شناخت کو ترجیح دینے کے ناطے یہ تصادم پر منتج ہو گا۔ ثقافت کے اس کردار کا ذکر کرتے ہوئے ایک مغربی مصنف لکھتا ہے:

> Toynbee's influence on Huntington is clear throughout his treatment of what civilizations are and why they are important. Civilizations, Huntington explains, are broad cultural entities that unite individuals around common mores, traditions and institutions. As such, they are "the most enduring of human associations," and are therefore the foundations of long-term historical continuity Because civilizations are, after blood and tribe, the most important factors binding individuals together into potential political identities, they are naturally the most important actors in the field of global politics.(1)

’’تہذیبوں کی نوعیت اور ان کی اہمیت بیان کرنے کے پورے عمل کے دوران

(1) Christian Stracke, *The Clash of Civilizations and the Remaking of the World Order*, Journal of International Affairs, vol. 51, 1997.

ہنٹنگٹن پر ٹوائن بی کا اثر بڑا واضح ہے۔ ہنٹنگٹن کی وضاحت کے مطابق تہذیبیں وسیع ثقافتی حقیقتیں ہیں جو افراد کو مشترک سماجی اقدار، طور طریقوں، روایات اور اداروں پر متحد کرتی ہیں۔ اس طرح سے یہ انسانی ہم آہنگی اور وابستگی کی دیرپا بنیادیں ہیں اور اس لئے یہ طویل المیعاد تاریخی تسلسل کی بنیاد بھی ہیں۔ چونکہ تہذیبیں خون اور قبیلے کے رشتے کے بعد افراد کو مخفی سیاسی شناخت میں منسلک کرنے کرنے والی سب سے موثر ترین عوامل ہیں، سو قدرتی طور پر یہ عالمی سیاست کے میدان میں بہت ہی اہم عوامل ہیں۔‘‘

تاریخی ارتقاء پر نظر رکھنے والے اہل علم سے یہ امر پوشیدہ نہیں کہ مغرب کا تصادم کا یہ تصور نیا نہیں بلکہ صدیوں پرانا ہے:

The clash thesis is not novel. It draws upon a tradition that emerged in Europe at the birth of the nation-state and accompanied European expansion across the world. This was the idea that, notwithstanding the intense rivalry between such states, people of Europe held in common attributes superior to those of all other human beings. Expressed in the "civilizing" missions of specific states these gave meaning to colonialism and had the effect of complementing ideologies of nation which were of immense importance in cohering unstable domestic populations. The idea of a civilizing Europe was as important "at home" as it was abroad: it was indeed a "security" measure much like Huntington's defense of U.S. interests in the 1990s. Here "civilization" has an ideological function in the classical sense: it is part of a body of ideas which endorse relations of inequality and of domination of a majority of people

by a small number of others.[1]

’’تصادم کا نظریہ کوئی نئی بات نہیں۔ اس کی بنیاد اس روایت پر ہے جو یورپ میں قومی سیاست کی ابتداء سے وجود میں آئی اور دنیا پر یورپی توسیع کے ساتھ بڑھتی گئی۔ یہ تصور یوں تھا کہ ان ریاستوں کے مابین شدید رقابت کے باوجود یورپ کے لوگوں نے بقیہ عالم انسانیت سے کچھ فائق خصوصیات اختیار کرلیں۔ کچھ خاص ریاستوں کے تہذیبی مشن کے اظہار کے مطابق انہوں نے نوآبادیت کو معنی دیا اور قوم کی تکمیل کرنے والے نظریات پر اس کا اثر ہوا جو کہ غیر مستقل مقامی آبادی کے باہمی ربط کے قیام میں نمایاں اہمیت کا حامل تھا۔ ایک تہذیب پذیر یورپ کا تصور جتنا اندرون ملک عام تھا اتنا بیرون ملک بھی۔ یہ بلاشبہ ایک طرح کا حفاظتی اقدام تھا جیسا کہ ۱۹۹۰ء کی دہائی میں ہنٹنگٹن نے امریکی مفادات کا دفاع کیا۔ یہاں کلاسیکل معنوں میں تہذیب کا ایک نظریاتی عمل ہے۔ یہ ان تصورات پر مشتمل ہے جو غیر مساویانہ تعلقات اور اکثریتی آبادی پر دوسری قوم کے چند لوگوں کے غلبے کی توثیق کرتے ہیں۔‘‘

ثقافتی شناخت کی بنیاد پر پیدا ہونے والے موجودہ عالمی تصادم کی جڑیں حصول بقا کو لاحق خوف میں موجود ہیں۔ مغربی دنیا بزعم خویش اپنے ثقافتی نظام کیلئے اسلام کی ثقافتی اقدار کو ایک خطرہ تصور کرتی ہیں:

For Huntington, the clash of civilizations was an historic development. The history of the international system had been essentially about the struggles between monarchs, nations, and ideologies within Western civilization. The end of the cold war inaugurated a new period, where non-Westerners

(1) Philip Marfleet, The "Clash" Thesis: War and Ethnic Boundaries in Europe , Arab Studies Quarterly, vol. 25, 2003.

were no longer the helpless recipients of Western power, but now counted amongst the movers of history. The rise of civilizational politics intersected four long-run processes at play in the international system:

1. The relative decline of the West.
2. The rise of the Asian economy and its associated 'cultural affirmation', with China poised to become the greatest power in human history.
3. A population explosion in the Muslim world, and the associated resurgence of Islam.
4. The impact of globalization, including the extra ordinary expansion of transnational flows of commerce, information, and people.

The coincidence of these factors was forging a new international order.[1]

''ہنٹنگٹن کے مطابق تہذیبوں کا تصادم ایک تاریخی عمل ہے۔ بین الاقوامی نظام کی تاریخ شہنشاہوں، قوموں اور مغربی تہذیب میں بھی نظریات کے مابین جدوجہد پر مشتمل ہے۔ سرد جنگ کے خاتمے نے ایک نئے دور کا آغاز کیا۔ جہاں غیر مغربی طاقتوں کے سامنے محض بے یارو مددگار اثر قبول کرنے والے ہی نہ تھے بلکہ اب وہ تاریخ کی حرکت کا حصہ بھی تھے۔ تہذیبی سیاست کے عروج نے بین الاقوامی نظام میں ۴ طویل المیعاد رُو بہ عمل عوامل کو متاثر کیا:

۱۔ مقابلتاً مغرب کا زوال

(1) Simon Murden, Sulture in World Affairs in John Baylis & Steve Smith's The Globalization of World Politics, OUP, 2001, p. 461-2.

۲۔ ایشائی معیشت کا عروج، اس کا چین کے ساتھ ثقافتی تعاون ہوتے ہوئے انسانی تاریخ کی عظیم ترین طاقت بننے کا امکان

۳۔ مسلم دنیا میں آبادی کا اضافہ اور اسلام کا عروج

۴۔ عالمگیریت کے اثرات جس میں بین الممالک تجارت، اطلاعات اور لوگوں کی غیر معمولی پھیلاؤ اور تبادلہ شامل ہیں۔

ان تمام عوامل کی بیک وقت موجودگی ایک نئے بین الاقوامی نظام کو تشکیل دے رہی ہے۔"

اسی تصور کو دوسرے مقام پر یہ مفکر یوں بیاں کرتا ہے

Huntington observed that Islam had particularly 'bloody borders', a situation that would continue until Muslim population growth slowed in the second or third decade of the twenty-first century. At the 'macro-level', a more general competition for capabilities and influence was evident, with the principal division between the 'West' and, to varying degrees, the 'Rest'. According to Huntington, the hegemony of the West was most contested by the two most forceful non-Western civilizations, the Sinic and Islamic. Resistance to the West was most evident over issues such as arms control and the promotion of Western political values. Western efforts to project their democracy and human rights were widely regarded as a form of non-imperialism.(1)

(1) Simon Murden, Sulture in World Affairs in John Baylis & Steve Smith's The Globalization of World Politics, OUP, 2001, p. 462.

''ہنٹنگٹن نے بیان کیا کہ اسلام بطور خاص خونی سرحدوں کا حامل ہے۔ یہ صورتحال جاری رہے گی تاوقتیکہ اکیسویں صدی کی دوسری یا تیسری دہائی میں مسلمانوں کی آبادی میں اضافہ کم نہ ہو جائے۔ بڑی سطح پر مغرب اور بقیہ دنیا کے درمیان واضح تقسیم کے ساتھ اہلیتوں اور اثر رسوخ کیلئے عمومی مقابلہ بڑا واضح ہے۔ ہنٹنگٹن کے مطابق مغرب کی برتری کو دو بہت ہی طاقتور غیر مغربی تہذیبوں یعنی چینی، اور اسلامی کے مقابلے کا سامنا ہے۔ مختلف مسائل مثلاً تخفیف اسلحہ اور مغرب کی سیاسی اقدار کے فروغ میں ان کی طرف سے مزاحمت بہت ہی نمایاں ہے۔''

تاہم مغرب کا تہذیبی تصادم کا یہ تصور اپنے تاریخی پس منظر کے علاوہ ان مغالطوں کا مرہون منت بھی جس کا اس نظریے کو تشکیل دینے والے شکار ہیں:

Huntington's anti-modern perspective, which rejects the dominant modern notion of history as progress and instead proposes history as continuity, is even more radically anti-modern considering his general treatment of civilizations as actors. Any truly modern, post-Wittgenstein understanding of civilization would necessarily include the concept of civilization as construct, which implies first the inherent artificiality of any civilization and second the constant potential for the innovation of civilizational content. Such a view of innovation within civilizations is perhaps best seen in a standard modern understanding of the history of Western civilization as a progressive fusion of classical, Christian and Enlightenment ideals, the latter being rooted in the past but in some important sense new and unprecedented. Under this modern conception,

Western civilization, with all its internal divisions and constant innovational struggles, would have an extraordinarily difficult time trying to behave as a unitary actor.(1)

''ہنٹنگٹن کا غیر جدید تناظر جو تاریخ کے ترقی پذیر ہونے کی جدید غالب تصور کی نفی کرتا ہے اور اس کے بجائے اسے ایک تسلسل قرار دیتا ہے۔ یہ تہذیب کو ایک عامل سمجھنے کے تصور سے بھی زیادہ جدیدیت مخالف تصور ہے۔ تہذیب کا کوئی بھی وٹگنسٹائن کے بعد کا جدید فہم تہذیب کے ساخت ہونے کے تصور پر مشتمل ہے۔ جو اولاً تہذیب کی اندرونی مصنوعیت اور ثانیاً تہذیب کے اختراع کی مستقل اہلیت پر مشتمل ہے۔ تہذیب میں اختراع کا ایسا تصور بہتر طور پر مغربی تہذیب کی تاریخ کے جدید فہم میں دیکھا جا سکتا ہے۔ جو کلاسیکل، عیسائی اور روشن خیالی کے تصورات کی ترقی پذیر آمیزش پر مشتمل ہے۔ جن میں سے آخر الذکر کی جڑیں تو ماضی میں ہیں لیکن کئی اہم حوالوں سے یہ نیا اور عدیم النظیر ہے۔ جدید تصورات کے مطابق مغربی تہذیب اپنی تمام تر اندرونی تقسیم اور مستقل اختراعی جدوجہد کے باعث ایک واحد عامل کے طور پر روبہ عمل ہونے کے لیے غیر معمولی مشکلات سے دوچار ہے۔''

اندریں حالات یہ اندازہ کرنا کوئی مشکل امر نہیں کہ اگر موجودہ عالمی حالات آگے بڑتے رہے تو اس عالمی تصادم کا انجام کیا ہوگا گویا آج انسانیت کو اپنی بقا کے لئے ایک ایسے عالمی نظام کی ضرورت ہے جس کی بنیاد تصادم کی بجائے مکالمہ ہو۔ اور یہ ضرورت صرف اسلام پوری کر سکتا ہے جس نے پہلے دن سے **تعالوا إلى كلمة سواء بيننا وبينكم** کا منشور عطا کر کے ایک وسیع بنیاد فراہم کر دی۔

(1) Christian Stracke; The Clash of Civilizations and the Remaking of the World Order, Journal of International Affairs, vol. 51, 1997.

۳۔ اِسلام کا بطور نظام حیات اِبلاغ

(Presentation of Islam as Code of Life)

انسانیت کے لئے دین حیات ہونے کے ناطے جس اعتماد کو ہونا چاہیے تھا آج نہ صرف وہ اعتماد اہل اسلام کے ہاں مفقود ہے بلکہ دوسری تہذیبیں اس اعتماد سے سرشار نظر آتی ہیں:

> However, no civilization is completely distinct from the influence of others and in particular, all have been affected by the model culture and modernity pioneered in the west.(1)

> ’’تاہم کوئی تہذیب بھی مکمل طور پر الگ تھلگ اور دوسروں کے اثرات سے آزاد نہیں بلکہ سب اس مثالی کلچر اور جدیدیت سے متاثر ہیں جس کا آغاز مغرب نے کیا۔‘‘

یہی وجہ کہ اسلام کے بارے میں اظہار کرتے ہوئے مغربی مفکرین اسلام کو اپنی تنقید کا نشانہ بناتے ہیں تو ان کا اندازہ اپنی تہذیب کی برتری کو ظاہر کرتے ہوئے اسلام کی تحقیر کی حدوں کو چھونے لگتا ہے۔ فوکویاما (F. Fukuyama) اسلام کے تہذیبی کردار کے بارے میں اظہار کرتے ہوئے لکھتا ہے:

> Islam represented a systematic and coherent ideology. . . with its own code of morality and doctrine of political and social justice. The appeal of Islam [was] potentially universal; reaching out to all men as men. . . And Islam has indeed defeated liberal democracy in many parts of the Islamic world,

(1) Simon Murden, Sulture in World Affairs in John Baylis & Steve Smith's The Globalization of World Politics, OUP, 2001, p. 458.

posing a grave threat to liberal practices even in countries where it has not achieved political power directly. . . Despite the power demonstrated by Islam in its current revival, however, it remains the case that this religion has virtually no appeal outside those areas that were culturally Islamic to begin with. The days of Islam's cultural conquests, it would seem, are over. It can win back lapsed adherents, but has no resonance for the young people _Berlin, Tokyo, or Moscow. And while nearly a billion are culturally Islamic-one-fifth of the world's population-they cannot challenge liberal-democracy on its own territory on the level of ideas. Indeed, the Islamic world would seem more vulnerable to liberal ideas in the long run than the reverse. (1)

’’اسلام ایک منظّم اور مربوط نظریۂ حیات ہے جس کا اپنا ضابطۂ اخلاق اور سیاسی اور سماجی انصاف کا نظام ہے۔ (ابتداً) اسلام کی مقبولیت آفاقی تھی جو عام انسانوں تک پہنچی۔ (دور جدید میں) بلا شبہ اسلام نے مسلم دنیا کے کئی حصوں میں آزاد خیال جمہوریت کو شکست دی اور اس سے یہ ان ممالک میں بھی آزاد خیال روش کے لیے خطرہ ثابت ہوا جہاں یہ براہ راست سیاسی قوت نہیں حاصل کر سکا۔ تاہم موجودہ احیائی جدوجہد کے دوران اسلام کی طرف سے قوت کے اظہار کے باوجود حقیقت یہی ہے کہ اس مذہب میں ان ممالک سے باہر جہاں اسلام ثقافتی طور پر شروع ہوا کوئی کشش نہیں۔ ایسے لگتا ہے کہ اسلام کی ثقافتی فتوحات کا زمانہ گزر چکا ہے یہ کچھ غلط فہمیوں کا شکار وابستہ افراد کا دل تو جیت سکتا ہے لیکن اس میں برلن، ٹوکیو اور ماسکو کے نوجوانوں کیلئے کوئی صدائے

(1) Simon Murden, Sulture in World Affairs in John Baylis & Steve Smith's The Globalization of World Politics, OUP, 2001 p. 461.

بازگشت موجود نہیں۔ دنیا میں ایک بلین یعنی دنیا کی آبادی کا پانچواں حصہ ثقافتی طور پر اسلامی ہوتے ہوئے بھی مسلمان لبرل جمہوریت کو اپنے علاقے میں بھی نظریات کی بنیاد پر چیلنج نہیں کر سکتے۔ بلا شبہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اسلامی دنیا لبرل تصورات کو شکست دینے کی بجائے ان کے سامنے عاجز اور ناتواں ثابت ہوتی چلی جائے گی۔‘‘

جب سے اسلام کے مطابق دوسری تہذیبوں کو فروغ اور غلبہ حاصل ہوا ہے اسلام کی تہذیبی حیثیت شکوک وشبہات اور اعتراضات کی زد میں ہے۔ اس کا بنیادی سبب افکار و تعلیمات اور بنیادی اقدار کا وہ فرق ہے جو اسلام اور دیگر تہذیبوں میں حائل ہے:

In reality, the differences between civilizations ran deep: they were about man and God, man and woman, the individual and the state, and notions of rights, authority, obligation, and justice. Culture was about the basic perceptions of life that had been constructed over centuries.[1]

’’حقیقت میں تہذیبوں میں موجود اختلافات بہت گہرے ہیں۔ یہ انسان اور خدا، مرد اور عورت، فرد اور ریاست، تصورات اور حقوق، اختیار، اطاعت اور انصاف سے متعلق ہیں۔ کلچر زندگی کے ان بنیادی تصورات سے متعلق ہے جو صدیوں کے عمل کے بعد ظہور پذیر ہوئے۔‘‘

اسلام کو درپیش اس چیلنج کے پیشِ نظر اس امر کی ضرورت ہے آج عصری تقاضوں کو مستحضر رکھتے ہوئے دلائل و براہین کے ساتھ اسلام کو بطور نظام حیات دنیا کے سامنے پیش کیا جائے۔

(1) Simon Murden, Sulture in World Affairs in John Baylis & Steve Smith's The Globalization of World Politics, OUP, 2001, p. 462.

۴۔ عالمی برداشت کے کلچر کا فروغ

(Culture of Tolerance at International Level)

آج کی جدید دنیا مختلف النوع انتہا پسندی کے رجحانات کے تحت برداشت کے کلچر سے محروم ہوتی جا رہی ہے۔ ان رجحانات میں ایک بنیاد پرستی بھی ہے جس کا سبب سیاسی، اقتصادی، سماجی اور مذہبی محرومیاں ہیں:

> Fundamentalism is more than a political protest against the West or the prevailing establishment. It also reflects deep-seated fear of modern institutions and has paranoid visions of demonic enemies everywhere. It is alarming that so many people in so many different parts are so pessimistic about the world that they can only find hope in fantasies of apocalyptic catastrophe. Fundamentalism shows a growing sense of grievance, resentment, displacement, disorientation, and anomie that any humane, enlightened government must attempt to address.(1)

’’بنیاد پرستی مغرب یا موجود اسٹیبلشمنٹ کے خلاف سیاسی احتجاج سے زیادہ بھی کچھ ہے۔ یہ جدید اداروں سے گہرے خوف اور ہر طرف پھیلے ہوئے دشمنوں کو اپنے مصائب کا ذمہ دار سمجھنے کا مظہر بھی ہے۔ یہ بات بہت خوفناک ہے کہ دنیا کے اتنے زیادہ حصوں میں اتنے لوگ دنیا کے بارے میں اتنے مایوس ہیں کہ انہیں کسی ناگہانی انقلاب کے تصورات میں ہی امید کی کرن نظر آتی ہے۔ بنیاد پرستی شکایات، رنجیدگی، شعوری انتقالیت، بیگانگی اور بے ضابطگی کا اظہار

(1) Simon Murden, Sulture in World Affairs in John Baylis & Steve Smith's The Globalization of World Politics, OUP, 2001, p. 461.

ہے جس کا ازالہ اور اصلاح کرنا کسی بھی ہمدرد اور روشن خیال حکومت کی ذمہ داری ہے۔‘‘

تاہم یہ امر ایک المیے سے کم نہیں کہ بین الاقوامی سطح پر انسانیت کو درپیش مسائل کا صحیح تجزیہ کرنے کی بجائے اسلام کو ثقافتی نزاع کا سبب قرار دیا جارہا ہے:

> In much of the post-cold war discourse on cultural conflict, it was Islam that came into the frame. Islam, seem to represent a particular source of conflict both as a homeland and as a diaspora. Certainly, Islamic peoples were locked in violent conflicts against adjoining civilizations and secular states across the Balkans, West and East Africa, the Middle East, the Caucasus, Central Asia, India, Indonesia, and the Philippines, with their efforts to promulgate Islamic law a particularly explosive issue.(1)

’’سرد جنگ کے بعد ثقافتی نزاع پر ہونے والے مباحث میں اسلام ہی مرکز توجہ بنا۔ اسلام اندرون ملک اور ممالک سے باہر آبادی میں تنازعہ کے سبب کے طور پر سامنے آیا۔ یقیناً مسلمان متصل تہذیبوں اور سیکولر ریاستوں کے ساتھ بلقان، مغربی اور مشرقی افریقہ، مشرق وسطی، قفقار، وسط ایشیاء، انڈیا، انڈونیشیا اور فلپائن کے ساتھ شدید تنازعات میں الجھے ہوئے ہیں۔ اس کوشش کے ساتھ کہ وہاں اسلامی قانون کو جو کہ سلگتا ہوا مسئلہ ہے فروغ دیں۔‘‘

ان مذکورہ بالا مسائل کا حل بنیاد پرستی اور غلط فہمیوں پر نظام کو فروغ دینے کی بجائے عالمی برداشت کے کلچر کو فروغ دینے کی ضرورت ہے۔ گویا یہ صرف عالم اسلام ہی

(1) Simon Murden, Sulture in World Affairs in John Baylis & Steve Smith's The Globalization of World Politics, OUP, 2001 p. 463.

نہیں بلکہ عالم انسانیت کی بنیادی ضرورت ہے کہ مستقبل میں بقائے باہمی کے امکانات کو روشن کرنے کے لئے برداشت کے کلچر کو فروغ ملے جو سیرت الرسول ﷺ سے ملنے والی سے ہی ممکن ہے حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنی تعلیمات اور اسوہ و سیرت کے ذریعے انسانیت کو وہ نظام زندگی، حقوق و فرائض، احکام و آداب اور امر ونواہی عطا فرمائے ہیں جن کو عملاً اپنانے اور نافذ کرنے سے مذکورہ بالا مسائل حل ہوجاتے ہیں۔

۵۔ وحدتِ نسلِ اِنسانی کا تصور (Unity of Humanity)

وحدت نسل انسانی کے تصور کو رنگ و نسل کے امتیاز کے خاتمہ کا موثر ترین ذریعہ بنایا ہے۔ قرآن و سنت کے ذریعے حضور ﷺ نے بنی نوع انسان کو یہ تعلیم دی ہے:

١. يَـٰٓأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَـٰكُم مِّن ذَكَرٍ وَّ أُنثَىٰ وَ جَعَلْنَـٰكُمْ شُعُوبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوٓا۟ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللهِ أَتْقَىٰكُمْ(۱)

''اے لوگو! ہم نے تمہیں مرد اور عورت سے پیدا فرمایا اور ہم نے تمہیں (بڑی بڑی) قوموں اور قبیلوں میں (تقسیم) کیا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ بیشک اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ باعزت وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہو۔''

٢۔ الناس مستوون كأسنان المشط ليس لأحد على أحد إلا تقوى الله.(۲)

''تمام انسان کنگھی کے دندانوں کے طرح برابر ہیں کوئی بھی دوسرے پر فضیلت نہیں رکھتا سوائے اللہ کے تقویٰ کے۔''

٣۔ إن الله قد أذهب عنكم عبية الجاهلية وتعاظمها بآبائها

(۱) الحجرات، ۴۹: ۱۳

(۲) دیلمی، الفردوس بمأثور الخطاب، ٦: ۳۰۱

فالناس رجلان: برّ تقی کریم علی اللہ وفاجر شقی هیّن علی اللہ والناس بنو آدم وخلق اللہ آدم من تراب، قال اللہ: ﴿إن أکرمکم عند اللہ أتقاکم﴾.(۱)

’’اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم سے جاہلیت کا غرور اور ایک دوسرے پر خاندانی فخر دور کر دیا ہے پس اب دو قسم کے لوگ ہیں: ایک نیک متقی شخص جو اللہ تعالیٰ کے ہاں معزز ہے اور ایک بدکار و بدبخت جو اللہ تعالیٰ کے ہاں ذلیل و خوار ہے تمام لوگ آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے مٹی سے پیدا کیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ’’بے شک اللہ کے ہاں تم میں سے زیادہ عزت والا وہی ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیزگار ہے۔‘‘

۶۔ معاشی عدل و اِحسان کا حکم

(Eradication of Economic Exploitation)

اسلام نے معاشی عدل و احسا کے تصور کو انسانی زندگی میں معاشی جبر و استحصال کے مسئلے کا موثر ترین حل بنایا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ عالم انسانیت اسے بین الاقوامی اور ریاستی سطح پر بنیادی نظام کے طور پر نافذ کرے۔ حضور ﷺ نے قرآن و سنت کے ذریعے بنی نوع انسان کو یہ تعلیم دی ہے:

وَيَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ. (۲)

’’اور آپ سے یہ بھی پوچھتے ہیں کہ کیا کچھ خرچ کریں؟ فرما دیں: جو ضرورت سے زائد ہے (خرچ کر دو)۔‘‘

(۱) ترمذی، الجامع الصحیح، کتاب التفسیر، باب سورۃ الحجرات، ۵: ۳۳۹، رقم: ۳۲۷۰

(۲) البقرہ، ۲: ۲۱۹

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ.[۱]

’’اے ایمان والو! تم ایک دوسرے کا مال آپس میں ناحق طریقے سے نہ کھاؤ۔‘‘

كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ.[۲]

’’تاکہ (سارا مال صرف) تمہارے مال داروں کے درمیان ہی نہ گردش کرتا رہے (بلکہ معاشرے کے تمام طبقات میں گردش کرے)۔‘‘

۷۔ صدقہ و انفاق اور اِطعام الطعام کا وجوبی حکم

(Obligatory Instructions for Economic Support)

اسلام نے صدقہ و انفاق اور اطعام الطعام کے حکم کو قحط و فاقہ کے انسانی مسئلہ کا حتمی حل بنایا ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ اسے افراد اور اقوام دونوں سطحوں پر وجوباً نافذ کیا جائے۔ حضور ﷺ نے قرآن وسنت کے ذریعے بنی نوع انسان کو یہ تعلیم دی ہے:

۱. وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللهِ الَّذِيْٓ اٰتٰكُمْ.[۳]

’’اور تم (خود بھی) انہیں اللہ کے مال میں سے (آزاد ہونے کے لئے) دے دو جو اس نے تمہیں عطا فرمایا ہے۔‘‘

۲. وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ[۴]

’’اور اُن کے اموال میں سائل اور محروم (سب حاجتمندوں) کا حق مقرر تھا‘‘

(۱) النساء، ۴: ۲۹

(۲) الحشر، ۵۹: ۷

(۳) النور، ۲۴: ۳۳

(۴) الذاریات، ۵۱: ۱۹

۳. أطعموا الجائع وعودوا المریض وفکّوا العافي.[1]

''بھوکے کو کھانا کھلاؤ، بیمار کی عیادت کرو اور قیدی کو آزاد کراؤ۔''

٤. من کان عنده فضل ظهر فلیعد به علی من لا ظهر له، ومن کان عنده فضل زاد فلیعد به علی من لا زاد له.[2]

''جس کے پاس کوئی زائد سواری ہے تو وہ اسے دے جس کے پاس سواری نہیں ہے اور جس کے پاس زائد زاد راہ ہے وہ اسے دے جس کے پاس زادِ راہ نہیں ہے۔''

٥. إن اللہ فرض علی أغنیاء المسلمین فی أموالهم بقدر الذی یسع فقراءهم.[3]

''اللہ نے مسلمان امیروں پر ان کے مالوں میں ایک حصہ مقرر کر دیا ہے۔ جس سے ان کے غریبوں کی ضروریات پوری ہوں۔''

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب الأطعمة، باب قول اللہ تعالی کلوا من طیبات، ۵: ۲۰۵۵، رقم: ۵۰۵۸

۲۔ أبوداود، السنن، کتاب الجنائز، باب الدعاء للمریض، ۳: ۱۸۷، رقم: ۳۱۰۵

۳۔ بیہقی، السنن الکبری، ۳: ۳۷۹، رقم: ٦۳٦۷

(۲) ۱۔أبوداود، السنن، کتاب الزکوٰۃ، باب فی حقوق المال، ۲: ۱۲۵، رقم: ۱٦٦۳

۲۔ ابو عوانہ، المسند، ۴: ۲۰۰، رقم: ۲۴۹۰

(۳) ۱۔ طبرانی، المعجم الصغیر، ۱: ۲۷۵، رقم: ۴۵۳

۲۔ منذری، الترغیب والترہیب، ۱: ۳۰٦، رقم: ۱۱۳۰

٦. ليس المؤمن الذی يشبع وجاره جائع.[1]

”وہ شخص مومن نہیں جو خود سیر ہو کر کھاتا ہے اور اس کا ہمسایہ بھوکا رہتا ہے۔“

٧. أن رجلا سأل النبی ﷺ: أي الإسلام خير؟ قال: تطعم الطعام.[2]

”کسی شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: کس قسم کا اسلام اچھا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کھانا کھلانے والے کا۔“

٨. من احتكر طعاماً أربعين يوماً فقد بري من الله تبارك وتعالیٰ و بري الله تبارك و تعالی منه.[3]

---

(۱) ۱۔ بیہقی، السنن الکبری، ۱۰ : ۳، رقم: ۱۹۴۵۲

۲۔ أبو یعلی، المسند، ۵: ۹۲، رقم: ۲۶۹۹

۳۔ منذری، الترغیب والترہیب، ۳: ۲۴۳، رقم: ۳۸۷۵

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب الإیمان، باب إطعام الطعام من الإسلام، ۱: ۱۳، رقم: ۱۲

۲۔ بخاری، الصحیح، کتاب الإیمان، باب إفشاء السلام، ۱: ۱۹، رقم: ۲۸

۳۔ مسلم، الصحیح، کتاب الإیمان، باب فی تفاضل الإسلام، ۱: ۶۵، رقم: ۳۹

۴۔ أبو داود، السنن، کتاب الأدب، باب فی إفشاء الاسلام، ۴: ۳۵۰، رقم: ۵۱۹۴

۵۔ ابن ماجہ، السنن، کتاب الأطعمة، باب إطعام الطعام، ۲: ۱۰۸۳، رقم: ۳۲۵۳

(۳) ہیثمی، مجمع الزوائد، ۶: ۱۰۰

''جو شخص چالیس دن غلہ روکے رکھتا ہے وہ اللہ تعالی کے ذمہ سے بری اور اللہ تعالی اس کے ذمہ سے بری ہوا۔''

۹. المحتکر ملعون.[1]

''مال کو مہنگا بیچنے کی غرض سے روکنے والا ملعون ہے۔''

۸۔ اَصل رزق اور بنیادی ضروریات زندگی میں سب کی برابری کا تصور

(Principle Equality in Livelihood)

اسلام نے اصل رزق اور بنیادی ضروریات زندگی میں سب کی برابری کے تصور کے ذریعے بے گھر ہونے اور بعض لوگوں کے دیگر حاجات اصلیہ سے محروم ہونے کے مسئلے کو بھی حل کیا ہے۔ حضور ﷺ نے قرآن و سنت کے ذریعے بنی نوع انسان کو یہ اصول فراہم فرمایا ہے۔

١. وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّ مَتَاعٌ إِلٰى حِيْنٍ ○[2]

''اب تمہارے لئے زمین میں ہی معیّنہ مدت تک جائے قرار ہے اور نفع اٹھانا مقدّر کر دیا گیا ہے○''

٢. وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِي الْأَرْضِ وَ جَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ[3]

''اور بے شک ہم نے تم کو زمین میں تمکّن و تصرّف عطا کیا اور ہم نے اس میں تمہارے لئے اسبابِ معیشت پیدا کئے۔''

---

(١) ا۔ حاکم، المستدرك، ٢: ١۴، رقم: ٢١٦۴
عبدالرزاق، المصنف، ٨: ٢٠۴، رقم: ١۴٨٩٣

(٢) البقرة، ٢: ٣٦

(٣) الأعراف، ٧: ١٠

۳. وَقَدَّرَ فِيْهَآ اَقْوَاتَهَا فِيْ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ ط سَوَآءً لِّلسَّائِلِيْنَo(۱)

’’(یہ سب کچھ اس نے) چار دنوں (یعنی چار ارتقائی زمانوں) میں مکمل کیا، (یہ سارا رِزق اصلاً) تمام طلب گاروں (اور حاجت مندوں) کے لئے برابر ہےo‘‘

۴. وَاللهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِى الرِّزْقِ ج فَمَا الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا بِرَآدِّيْ رِزْقِهِمْ عَلٰى مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ ط اَفَبِنِعْمَةِ اللهِ يَجْحَدُوْنَo(۲)

’’اور اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر رزق (کے درجات) میں فضیلت دی ہے (تاکہ وہ تمہیں حکمِ انفاق کے ذریعے آزمائے)، مگر جن لوگوں کو فضیلت دی گئی ہے وہ اپنی دولت (کے کچھ حصہ کو بھی) اپنے زیردست لوگوں پر نہیں لوٹاتے (یعنی خرچ نہیں کرتے) حالانکہ وہ سب اس میں (بنیادی ضروریات کی حد تک) برابر ہیں، تو کیا وہ اللہ کی نعمتوں کا انکار کرتے ہیںo‘‘

۵. ليس لابن اٰدم حق فى سوى هذه الخصال بيت يسكنه وثوب يوارى عورته و جلف الخبز والماء.(۳)

’’انسان کی لئے ان اشیاء کے سوا کوئی حق نہیں، رہنے کے لئے مکان، سترِ عورت کے لئے کپڑا، سالن کے بغیر روٹی اور پانی۔‘‘

(۱) حم السجدة، ۴۱: ۱۰

(۲) النحل، ۱۶: ۷۱

(۳) ترمذی، السنن کتاب الزهد: باب ماجاء فى الزهادة فى الدنيا ۴: ۵۷۱، رقم: ۲۳۴۱

۹۔ عورت کی عزت اور حقوق کے تحفظ کا حکم

(Protection of Women's Rights)

اسلام نے معاشرے میں عورت کی عزت کی بلندی اور اس کے سماجی، معاشی، قانونی، عائلی اور اخلاقی حقوق کا تعین و تحفظ کر کے حیثیت نسواں کے مسئلہ کا ایک متوازن حل دیا ہے۔ حضور ﷺ نے قرآن وسنت کے ذریعے بنی نوع انسان کو یہ ہدایت فرمائی ہے۔

۱. يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً.(۱)

''اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہاری پیدائش (کی ابتداء) ایک جان سے کی پھر اسی سے اس کا جوڑ پیدا فرمایا پھر ان دونوں میں سے بکثرت مردوں اور عورتوں (کی تخلیق) کو پھیلا دیا۔''

۲. وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِىْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ.(۲)

''اور دستور کے مطابق عورتوں کے بھی مردوں پر اسی طرح حقوق ہیں جیسے مردوں کے عورتوں پر۔''

۳. وَ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ.(۳)

''اور ان کے ساتھ اچھے طریقے سے برتاؤ کرو۔''

---

(۱) النساء، ۴: ۱

(۲) البقرة، ۲: ۲۲۸

(۳) النساء، ۴: ۱۹

٤. خيركم خيركم لأهله و أنا خيركم لاهلي. [(۱)]

''تم میں بہتر وہ ہے جو اپنی بیوی کے لئے بہتر ہو اور میں اپنی بیوی کے لئے بہتر ہوں۔''

٥. ما أكرمهن إلا كريم وما أهانهن إلا لئيم. [(۲)]

''ان (عورتوں) کی عزت، عزت والا ہی کرتا ہے اور ان سے توہین آمیز سلوک وہی کرتا ہے جو خود ذلیل (اور کمینہ) ہو۔''

٦. الجنة تحت أقدام الأمهات. [(۳)]

''جنت ماؤں کے قدموں تلے ہے۔''

٧. ما من مسلم تدركه ابنتان فيحسن صحبتهما إلا أدخلتاه الجنة. [(۴)]

''جس مسلمان کو بھی دو بیٹیاں میسر ہوں اور وہ ان کو اچھی طرح تعلیم و تربیت دے تو وہ دونوں اس کو جنت میں داخل کرائیں گی۔''

٨. لا يكون لأحد ثلاث بنات أو ثلاث أخوات فيحسن إليهن إلا

---

(۱) ۱۔ ابن ماجه، السنن، كتاب النكاح: باب حسن معاشرة النساء، ۱: ۶۳۶، رقم: ۱۹۷۷

۲۔ ترمذی، السنن، كتاب المناقب، باب أزواج النبی، ۵: ۷۰۹، رقم: ۳۸۹۵

(۲) عسقلانی، لسان الميزان، ۶: ۱۲۸

(۳) ہندی، كنز العمال، ۱۶: ۶۳۴، رقم: ۴۵۴۳۹

(۴) بخاری، الأدب المفرد، ۱: ۴۱، رقم: ۷

دخل الجنة. [1]

''جس کی بھی تین بیٹیاں یا بہنیں ہوں اور وہ ان کے ساتھ حسنِ سلوک کرتا ہے تو وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا۔''

۹۔ حضور ﷺ سے پوچھا گیا:

یا رسول الله، من أحق الناس بحسن الصحبة؟ قال: أمك، ثم أمك، ثم، أمك، ثم أبوك، ثم أدناك أدناك. [2]

''ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے حسن سلوک کا زیادہ حق دار کون ہے؟ آپ نے فرمایا: تیری ماں، پھر تیری ماں، پھر تیری ماں پھر تیرا باپ پھر جو قریب ہو، قریب ہو۔''

۱۰. **الدنيا متاع و خير متاع الدنيا المرأة الصالحة.** [3]

''تمام دنیا متاع (سامان) ہے اور دنیا میں بہترین متاع نیک اور پرہیزگار عورت ہے۔''

(۱) ترمذی، السنن کتاب البر والصله، باب ماجاء فی رحمة الولد، ۴: ۳۱۸، رقم: ۱۹۱۲

(۲) ۱۔مسلم، الصحیح، کتاب البر والصلة، باب بر الوالدین، ۴: ۱۹۷۴، رقم: ۲۵۴۸

۲۔ بخاری، الصحیح، کتاب الأدب، باب البر والصلة، ۵: ۲۲۲۷، رقم: ۵۶۲۶

(۳) مسلم، الصحیح، کتاب الرضاع، باب خیر متاع الدنیا، ۲: ۱۰۹۰، رقم: ۱۴۶۷

۱۰۔ جائز جنسی تسکین کے لئے نکاح کا تصور (Law of Marriage)

اسلام نے جنسی زندگی کو باقاعدہ نظم دینے اور اسے اخلاقی بے راہ روی سے بچانے کے لئے نکاح کا شرعی تصور اور ازدواج کا باقاعدہ نظام دیا ہے۔ جس کے ذریعے انسانیت کو جنسی مسئلہ کا نہایت مناسب حل میسر آ گیا ہے۔ حضور ﷺ نے قرآن وسنت کے ذریعے اس باب میں واضح ہدایات ارشاد فرمائی ہیں:

۱. فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ.[۱]

''تو ان عورتوں سے نکاح کرو جو تمہارے لئے پسندیدہ اور حلال ہوں، دو دو اور تین تین اور چار چار (مگر یہ اجازت بشرطِ عدل ہے)۔''

۲. من تزوج أحرز نصف دينه.[۲]

''جس نے شادی کی اس نے اپنا آدھا دین بچا لیا۔''

۳. يا معشر الشباب، من استطاع منكم الباءة فليتزوج فإنه أغض للبصر و أحصن للفرج.[۳]

---

(۱) النساء، ۴:۳

(۲) جوزی، العلل المتناهية، ۲:۶۱۲

(۳) ۱۔ بخاری، الصحيح، كتاب النكاح، باب قول النبی ﷺ: من استطاع منكم الباءة، ۵: ۱۹۵۰، رقم: ۴۷۷۸

۲۔ مسلم، الصحيح، كتاب النكاح، باب استحباب النكاح، ۲: ۱۰۱۸، رقم: ۱۴۰۰

۳۔ ابن ماجه، السنن، كتاب النكاح، باب ماجاء فی فضل النكاح، ۱: ۵۹۲، رقم: ۱۸۴۵

''اے جوانو کی جماعت! تم میں سے جو نکاح کی استطاعت رکھتا ہو وہ نکاح کرے کیونکہ یہ نگاہ کو نیچے رکھتا ہے اور شرم گاہ کی حفاظت کرتا ہے۔''

۱۱۔ نوجوانوں کی پریشان خیالی کا اِسلامی علاج

(Addressing Youth Problems)

اسلام نے نوجوانوں میں پریشان خیالی کے خاتمہ کے لئے روحانی، ذہنی اور جسمانی سرگرمیوں کی صورت میں مثبت طرزِ فکر عطا کیا تاکہ ان کی سیرت و کردار کو انتشار سے بچا کر محبت و عبادتِ الٰہی، تقویٰ و صالحیت اور جوانمردی و جانفشانی کی زندگی سے ہمکنار کیا جائے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے نوجوانوں کو پریشان خیالی اور بے راہ روی سے بچانے کے لئے روحانی فکر و عمل کے سانچے میں ڈھالنے کی تلقین فرمائی اور اس کے لئے موثر ہدایات و تعلیمات عطا فرمائیں۔

۱. سبعة يظلهم الله فی ظله يوم لا ظل إلا ظله: إمام عادل و شاب نشاء فی عبادة الله و رجل معلق قلبه فی المساجد و رجلان تحابا فی الله، اجتمعا عليه و تفرقا عليه، و رجل دعته امرأة ذات منصب و جمال فقال: إنی أخاف الله و رجل تصدق بصدقة فاخفاها حتی لا تعلم شماله ما تنفق يمينه و رجل ذكر الله خاليًا ففاضت عيناه. (۱)

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب الزکوٰۃ: باب الصدقه باليمين، ۲: ۵۱۷، رقم: ۱۳۵۷

۲۔ مسلم، الصحیح، کتاب الزکاة، باب فضل إخفاء الصدقة، ۲: ۷۱۵، رقم: ۱۰۳۱

۳۔ ترمذی، الصحیح، کتاب الزهد، باب ماجاء فی الحب فی الله، ۴: ۵۹۸، رقم: ۲۳۹۱

’’سات شخص اللہ تعالیٰ کے سایہ (رحمت) میں ہوں گے جبکہ اس دن کسی کا سایہ نہ ہوگا۔ عادل حکمران، وہ جوان جو خدا کی اطاعت میں پلا بڑھا ہو۔ وہ شخص جس کا دل مسجد میں اٹکا رہے، دو آدمی جو ایک دوسرے کو صرف اللہ کے لئے چاہتے ہیں ملیں تو اسی لئے اور جدا ہوں تو اسی لئے، وہ جسے حسن و دولت والی عورت برائی پر اکسائے مگر وہ کہے میں اللہ سے ڈرتا ہوں، وہ جس نے صدقہ دیا اور اسے یوں مخفی رکھا کہ بائیں ہاتھ کو پتہ نہ چل سکا کہ دائیں ہاتھ نے کیا کیا اور وہ شخص جس نے خلوت میں خدا کو یاد کیا اور آنکھیں اشک بار ہوگئیں۔‘‘

۲. لا یلج النار رجل بکی من خشیة اللہ ...... ولا یجتمع غبار فی سبیل اللہ و دخان جھنم.(۱)

’’اللہ تعالیٰ کے خوف سے رونے والا جہنم میں نہیں جائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں (لگی ہوئی) غبار اور جہنم کا دھواں ایک جگہ جمع نہیں ہوسکتے۔‘‘

۳. علیك بتقوی اللہ فإنھا جماع کل خیر وعلیك بالجھاد فی سبیل اللہ فإنھا رھبانیة المسلمین و علیك بذکر اللہ وتلاوة کتابه فإنھا نور لك فی الأرض وذکر لك فی السماء. (۲)

’’اللہ سے ڈرنا اپنے اوپر لازم کرلو بے شک یہ ہر نیکی اور بھلائی کا جامع ہے اور اللہ کے راستے میں جہاد کرنا اپنے اوپر لازم کرلو کہ یہی مسلمانوں کی رہبانیت ہے اور اپنے اوپر اللہ کا ذکر اور اس کی کتاب کو پڑھنا اور اس پر عمل

---

(۱) ترمذی، الجامع الصحیح، کتاب الزہد، باب ماجاء فی فضل البکاء، ۴: ۵۵۵، رقم: ۲۳۱۱

(۲) ۱۔ طبرانی، المعجم الصغیر، ۲: ۱۵۶، رقم: ۹۴۹
۲۔ أبو یعلی، المسند، ۲: ۲۸۳، رقم: ۱۰۰۰

کرنا لازم کرلو کہ زمین میں یہ تمہارے لئے روشنی ہے اور آسمان میں تمہارا ذکر ہے۔‘‘

٤. أدبوا أولادكم علی ثلاث خصال حبّ نبيكم وحبّ أهل بيته وقرأة القرآن.(۱)

’’اپنی اولاد کو تین امور کی تربیت دیں، اپنے نبی ﷺ کی محبت کی، آپ کے اہلِ بیت کی محبت کی اور قرآن پڑھنے کی۔‘‘

اسی طرح حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنی سنت مبارکہ کے ذریعے نوجوانوں کو جہاد، محبت الٰہی اور محبت رسول ﷺ کے علاوہ صحت مند سرگرمیوں اور کھیلوں کی بھی ترغیب دی جن میں فوجی اور دفاعی فنون کے علاوہ شہ سواری، تیر اندازی، کشتی، پیراکی، دوڑیں، نیزہ بازی اور ویٹ لفٹنگ ایسی کھیلوں (Sports) کی سرپرستی اور حوصلہ افزائی بھی براہ راست حضور نبی اکرم ﷺ سے ثابت ہے جن کے ذریعے آپ ﷺ نوجوانوں اور بچوں کو مثبت اور صحت مند جسمانی مشاغل سے وابستہ فرماتے تھے۔

۱۲۔ دماغی اور نفسیاتی دباؤ کا روحانی علاج

(Spiritual Treatment of Psychological Problems)

اسلام نے دماغی اور نفسیاتی دباؤ کے علاج کے لئے ایک خاص طرز فکر، نمونہ حیات اور روحانی اعمال و مشاغل کا نظام عطا کیا ہے جس کی تفصیل سیرت محمدی ﷺ سے میسر آتی ہے۔ اس میں قناعت اور صبر و شکر کا زاویہ نگاہ، حسد، حرص اور لالچ ایسے رذائل سے اجتناب، غصہ اور بغض و کینہ سے پرہیز، توکل اور رضائے الٰہی کا تصور، ذکر و عبادت الٰہی اور انفاق و احسان کی یہ ترغیب سب معاملات بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ ارشادِ الٰہی ہے:

(۱) ۱۔ ہندی، کنز العمال، ۱۶: ۲۲۳، رقم: ۴۵۴۰۹
۲۔ عجلونی، کشف الخفاء، ۱: ۷۶

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِکْرِ اللهِ اَلَا بِذِکْرِ اللهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُo(۱)

”جو لوگ ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کے ذکر سے مطمئن ہوتے ہیں، جان لو کہ اللہ ہی کے ذکر سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے o“

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ إِذَا ذُکِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَإِذَا تُلِیَتْ عَلَیْهِمْ اٰیٰـتُهٗ زَادَتْهُمْ إِیْمَانًا وَّ عَلٰی رَبِّهِمْ یَتَوَکَّلُوْنَo(۲)

”ایمان والے (تو) صرف وہی لوگ ہیں کہ جب (ان کے سامنے) اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے (تو) ان کے دل (اس کی عظمت و جلال کے تصور سے) خوفزدہ ہو جاتے ہیں اور جب ان پر اس کی آیات تلاوت کی جاتی ہیں تو وہ (کلامِ محبوب کی لذت انگیز اور حلاوت آفریں باتیں) ان کے ایمان میں زیادتی کر دیتی ہیں اور وہ (ہر حال میں) اپنے رب پر توکل (قائم) رکھتے ہیں (اور کسی غیر کی طرف نہیں تکتے)o“

تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِیْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰی ذِکْرِ اللهِ. (۳)

”جس کی آیتیں) باربار دہرائی گئی ہیں، جس سے اُن لوگوں کے جسموں کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں، پھر اُن کی جلدیں اور دل نرم ہوجاتے ہیں (اور رِقّت کے ساتھ) اللہ کے ذکر کی طرف (محو ہو جاتے ہیں)۔“

(۱) الرعد، ۱۳: ۲۸

(۲) الأنفال، ۸: ۲

(۳) الزمر، ۳۹: ۲۳

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ ط وَاللهُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَo(۱)

’’یہ وہ لوگ ہیں جو فراخی اور تنگی (دونوں حالتوں) میں خرچ کرتے ہیں اور غصہ ضبط کرنے والے ہیں اور لوگوں سے (ان کی غلطیوں پر) درگزر کرنے والے ہیں، اور اللہ احسان کرنے والوں سے محبت فرماتا ہےo‘‘

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اِنَّ اللهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَo(۲)

’’اے ایمان والو! صبر اور نماز کے ذریعے (مجھ سے) مدد چاہا کرو، یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ (ہوتا) ہےo‘‘

فإن فی الصلاۃ شفاء.(۳)

’’بے شک نماز میں شفاء ہے۔‘‘

۷. إیاکم و الحسد فإن الحسد یأکل الحسنات کما تأکل النار الحطب.(۴)

’’حسد سے بچو بیشک حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑیوں کو کھا

(۱) آل عمران، ۳: ۱۳۴

(۲) البقرۃ، ۲: ۱۵۳

(۳) ۱۔ ابن ماجه، السنن، کتاب الطب، باب الصلاۃ شفاء، ۲: ۱۱۴۴، رقم: ۳۴۵۸

۲۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۲: ۳۹۰، رقم: ۹۰۵۴

(۴) أبوداود، السنن، کتاب الأدب، باب فی الحسد، ۴: ۲۷۶، رقم: ۴۹۰۳

جاتی ہے۔‘‘

۱۳۔ شراب نوشی اور دیگر منشیات کی کلی حرمت

(Prohibition of Norcotics)

اسلام نے شراب نوشی اور دیگر تمام منشیات (Norcotics) کو کلیتا حرام قرار دے کر ہمیشہ کے لئے اس مسئلہ کو حل کر دیا ہے دنیا بھر میں منشیات کی روک تھام کے لئے جو عالمی مہم آج چلائی جا رہی ہے پیغمبر اسلام نے اس کا آغاز اس اعلان کے ذریعے ۱۴ صدیاں قبل ہی فرما دیا تھا۔

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝(۱)

’’اے ایمان والو! بیشک شراب اور جُوا اور (عبادت کے لئے) نصب کئے گئے بُت اور (قسمت معلوم کرنے کے لئے) فال کے تیر (سب) ناپاک شیطانی کام ہیں۔ سو تم ان سے (کلیتًا) پرہیز کرو تاکہ تم فلاح پا جاؤ ۝‘‘

۲. کل مسکر خمر و کل مسکر حرام. (۲)

’’ہر نشہ آور چیز خمر (شراب) ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔‘‘

۳. ما أسکر کثیره فقلیله حرام.(۱)

---

(۱) المائدہ، ۵: ۹۰

(۲) ۱۔مسلم، الصحیح، کتاب الأشربة، باب عقوبة من شرب الخمر، ۳: ۵۸۸، رقم: ۲۰۰۲

۲۔ ابن ماجه، السنن، کتاب الأشربة، باب کل مسکر حرام، ۲: ۱۱۲۴، رقم: ۳۳۹۰

’’جس چیز کا کثیر حصہ نشہ لائے اس کا تھوڑا حصہ بھی حرام ہے۔‘‘

٤. لعن الله الخمر وشاربها وساقيها وبائعها ومبتاعها وعاصرها ومعتصرها وحاملها والمحمولة إليه.[۲]

’’اللہ تعالیٰ نے شراب پر لعنت کی ہے اور اسے پینے والے اور پلانے والے پر اور اسے بیچنے والے اور خریدنے والے پر اور اسے نچوڑنے والے پر اور نچڑوانے والے پر اور اسے اٹھانے والے اور جس کے لئے اٹھائی گئی اس پر بھی لعنت کی ہے۔‘‘

۱۴۔ ماحولیاتی صحت کے لئے صفائی اور شجرکاری وغیرہ کا حکم

(Ecological Health & Plantation)

اسلام نے ماحولیاتی صحت کے لئے صفائی اور شجرکاری کے احکام صادر فرما کر اس مسئلہ کے حل کی واضح بنیاد فراہم کر دی ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ اس امر کا عملی نمونہ نظر آتی ہے۔ ارشاد گرامی ہے:

۱۔ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ○[۱]

---

(۱) أبوداود، السنن، كتاب الأشربة، باب النهي عن المسكر، ۳: ۳۲۷، رقم: ۳۶۸۱

ابن ماجه، السنن، كتاب الأشربة، باب ما أسكر كثيره، ۲: ۱۱۲۴، رقم: ۳۳۹۲

ترمذي، السنن، كتاب الأشربة، باب ماجاء ما أسكر، ۴: ۲۹۲، رقم: ۱۸۶۵

(۲) أبو داؤد، السنن، كتاب الأشربة، باب العنب يعصر للخمر، ۳: ۳۲۶، رقم: ۳۶۷۴

''اورخوب پاکیزگی اختیار کرنے والوں سے محبت فرماتا ہےo''

۲. الطهور نصف الإيمان. (۲)

''پاکیزگی نصف ایمان ہے۔''

۳. الإيمان بضع و سبعون شعبة فأفضلها قول لا إله إلا الله و أدناها إماطة الأذى عن الطريق. (۳)

''ایمان کی ستر سے زائد شاخیں ہیں۔ ان سب میں افضل لا الہ الا اللہ کہنا ہے اور ان سب میں ادنی راستے میں سے کسی موذی چیز کا ہٹانا ہے۔''

٤. حق الطريق قال: غض البصر و كف الأذى ورد السلام. (۴)

''راستے کا حق، نظر نیچی رکھنا ایذا رسانی سے پرہیز کرنا اور سلام کا جواب دینا ہے۔''

اسی طرح حضور نبی اکرم ﷺ نے شجرکاری کو صدقہ قرار دیا اور حکم فرمایا کہ شجرکاری کرو خواہ روز قیامت میں ہی ایک درخت لگانے کی فرصت مل جائے۔

---

(۱) البقرة، ۲: ۲۲۲

(۲) ترمذی، السنن، کتاب الدعوات: باب منه، ۵: ۵۳۶، رقم: ۳۵۱۹
ابن أبی شيبة، المصنف، ٦: ۱۷۱، رقم: ۳۰۴۳۳

(۳) ۱۔ مسلم، الصحيح، کتاب الإيمان، باب بيان عدد شعب الإيمان، ۱: ٦۳، رقم: ۳۵
۲۔ أبوداود، السنن، کتاب السنة، باب فی رد الإرجاء، ۴: ۲۱۹، رقم: ۴٦۷٦

(۴) ۱۔بخاری، الصحيح، کتاب المظالم، باب أفنية الدور والجلوس، ۲: ۸۷۰، رقم: ۲۳۳۳
۲۔ مسلم، الصحيح، کتاب، باب کراهة التفرع، ۳: ۱٦۷۵، رقم: ۲۱۲۱
۳۔ أبوداود، السنن، کتاب الأدب، باب فی الجلوس، ۴: ۲۵٦، رقم: ۴۸۱۵

ارشاد گرامی ہے:

۵. ما من مسلم يغرس غرسًا إلا كان ما أكل منه له صدقه.(۱)

''جو مسلمان درخت لگائے پھر اس میں سے کوئی کھائے تو لگانے والے کو صدقے کا ثواب ملے گا۔''

إن قامت الساعة وبيد أحدكم فسيلة فإن استطاع أن لا يقوم حتى يغرسها فليفعل.(۲)

''اگر قیامت کی گھڑی آجائے اور تم میں سے کسی کے ہاتھ میں پودا ہے اور وہ اس کو لگا سکتا ہے تو لگائے بغیر کھڑا نہ ہو۔''

دوسری جنگ عظیم کے خاتمے کے بعد لیگ آف نیشنز اور اقوام متحدہ کا قیام اقوام عالم کی اس آرزو کی طرف پیش رفت ہے جو عالمی سطح پر پائیدار اور دیرپا امن کے قیام سے عبارت ہے۔ لیکن تا حال سامنے آنے والے حالات اس امر کے گواہ ہیں کہ ان اقدامات کے باوجود امن عالم کا خواب تا حال تشنۂ تعبیر ہے۔ کمزور اور پسماندہ اقوام اب بھی طاقت ور اور غالب اقوام کی ظلم وستم کا تختۂ مشق بنی ہوئی ہیں۔ سیرت الرسول ﷺ کا عصری اور بین الاقوامی تناظر میں مطالعہ، جس کی تفصیلات گزشتہ صفحات میں گزر چکی ہیں، اس حقیقت کو واضح کرتا ہے کہ انسانیت کے لئے مقامی اور بین الاقوامی سطح پر بقائے باہمی اور قیام امن کا حامل نظام صرف تعلیمات نبوی کی روشنی سے میں ہی تشکیل دیا جا سکتا ہے۔

(۱) ا۔ مسلم الصحیح، کتاب المساقاہ، باب فضل الغرس والزرع، ۳: ۱۱۸۸، رقم: ۱۵۵۲

۲۔ ترمذی، السنن، کتاب الأحکام، باب ماجاء فی فضل الفرس، ۳: ۶۶۶، رقم: ۱۳۸۲

(۲) أحمد بن حنبل، المسند، ۳: ۱۹۱، رقم: ۱۳۰۰۴

مآخذ و مراجع

۱۔ **القرآن الحکیم۔**

۲۔ **ابن ابی شیبہ،** ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابراہیم بن عثمان کوفی (۱۵۹۔۲۳۵ھ/ ۷۷۶۔۸۴۹ء)۔ **المصنف۔** ریاض، سعودی عرب: مکتبۃ الرشد، ۱۴۰۹ھ۔

۳۔ **ابن اثیر،** ابو الحسن علی بن محمد بن عبد الکریم بن عبد الواحد شیبانی جزری (۵۵۵۔۶۳۰ھ/ ۱۱۶۰۔۱۲۳۳ء)۔ **الکامل فی التاریخ۔** بیروت، لبنان: دار صادر، ۱۳۹۹ھ/۱۹۷۹ء۔

۴۔ **ابن حبان،** ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان (۲۷۰۔۳۵۴ھ/۸۸۴۔ ۹۶۵ء)۔ **الصحیح** ۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۳ء۔

۵۔ **ابن خلدون،** عبد الرحمٰن بن خلدون (۷۳۶۔۸۰۸ھ)۔ **مقدمہ کتاب العبر ودیوان المبتدا والخبرفی العرب والبربر ومن عاصر ھم من ذوی الشأن الاکبر، (المعروف: مقدمہ ابن خلدون)۔** بیروت، لبنان: دار الفکر، ۲۰۰۳ء۔

۶۔ **ابن سعد،** ابو عبد اللہ محمد (۱۶۸۔۲۳۰ھ/۷۸۴۔۸۴۵ء)۔ **الطبقات الکبریٰ۔** بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء۔

۷۔ **ابن کثیر،** ابو الفداء اسماعیل بن عمر (۷۰۱۔۷۷۴ھ/ ۱۳۰۱۔۱۳۷۳ء)۔ **البدایۃ والنہایۃ۔** بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء۔

۸۔ **ابن ماجہ**، ابو عبد اللہ محمد بن یزید قزوینی (۲۰۹۔۲۷۳ھ/ ۸۲۴۔۸۸۷ء)۔ **السنن**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء۔

۹۔ **ابو داؤد**، سلیمان بن اشعث سجستانی (۲۰۲۔۲۷۵ھ/ ۸۱۷۔۸۸۹ء)۔ **السنن**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۴ء۔

۱۰۔ **ابو عوانہ**، یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم بن زید نیشاپوری (۲۳۰۔۳۱۶ھ/ ۸۴۵۔ ۹۲۸ء)۔ **المسند**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ، ۱۹۹۸ء۔

۱۱۔ **ابو یعلی**، احمد بن علی بن مثنیٰ بن یحییٰ بن عیسیٰ بن ہلال موصلی تمیمی (۲۱۰۔۳۰۷ھ/ ۸۲۵۔۹۱۹ء)۔ **المسند**۔ دمشق، شام: دار المأمون للتراث، ۱۴۰۴ھ/ ۱۹۸۴ء۔

۱۲۔ **احمد بن حنبل**، ابو عبد اللہ بن محمد (۱۶۴۔۲۴۱ھ/ ۷۸۰۔۸۵۵ء)۔ **المسند**۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء۔

۱۳۔ **بخاری**، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ (۱۹۴۔۲۵۶ھ/ ۸۱۰۔ ۸۷۰ء)۔ **الصحیح**۔ بیروت، لبنان + دمشق، شام: دار القلم، ۱۴۰۱ھ / ۱۹۸۱ء۔

۱۴۔ **بخاری**، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ (۱۹۴۔۲۵۶ھ/ ۸۱۰۔ ۸۷۰ء)۔ **الادب المفرد**۔ بیروت، لبنان: دار البشائر الاسلامیہ، ۱۴۰۹ھ/ ۱۹۸۹ء۔

۱۵۔ **بیہقی**، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (۳۸۴۔۴۵۸ھ/ ۹۹۴۔ ۱۰۶۶ء)۔ **السنن الکبریٰ**۔ مکہ مکرمہ، سعودی عرب: مکتبہ دار الباز، ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۴ء۔

۱۶۔ **حاکم**، ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد (۳۲۱۔۴۰۵ھ/ ۹۳۳۔۱۰۱۴ء)۔ **المستدرک علی الصحیحین**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۱ھ/ ۱۹۹۰ء۔

۱۷۔ **دارمی**، ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمٰن (۱۸۱۔۲۵۵ھ/ ۷۹۷۔۸۶۹ء)۔ **السنن**۔ بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱۴۰۷ھ۔

۱۸۔ **دیلمی**، ابو شجاع شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ بن فناخسرو ہمذانی (۴۴۵۔۵۰۹ھ/ ۱۰۵۳۔۱۱۱۵ء)۔ **الفردوس بمأثور الخطاب**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۹۸۶ء۔

۱۹۔ **طبرانی**، سلیمان بن احمد (۲۶۰۔۳۶۰ھ/۸۷۳۔۹۷۱ء)۔ **المعجم الصغیر**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء۔

۲۰۔ **طبرانی**، سلیمان بن احمد (۲۶۰۔۳۶۰ھ/۸۷۳۔۹۷۱ء)۔ **المعجم الکبیر**۔ موصل، عراق: مکتبۃ العلوم والحکم، ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۳ء۔

۲۱۔ **طبری**، ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید (۲۲۴۔۳۱۰ھ/ ۸۳۹۔۹۲۳ء)۔ **تاریخ الامم والملوک**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۷ھ۔

۲۲۔ **عبدالرزاق**، ابو بکر بن ہمام بن نافع صنعانی (۱۲۶۔۲۱۱ھ/۷۴۴۔۸۲۶ء)۔ **المصنف**۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۴۰۳ھ۔

۲۳۔ **عجلونی**، ابو الفداء اسماعیل بن محمد بن عبد الہادی (۱۰۸۷۔۱۱۶۲ھ/ ۱۶۷۶۔۱۷۴۹ء)۔ **کشف الخفا ومزیل الالباس**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۰۵ھ۔

۲۴۔ **مسلم**، ابن الحجاج قشیری (۲۰۶۔۲۶۱ھ/ ۸۲۱۔۸۷۵ء)۔ **الصحیح**۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی۔

۲۵۔ **منذری**، ابو محمد عبد العظیم بن عبد القوی بن عبد اللہ بن سلامہ بن سعد (۵۸۱۔۶۵۶ھ/ ۱۱۸۵۔ ۱۲۵۸ء)۔ **الترغیب و الترھیب من الحدیث الشریف**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۷ھ۔

۲۶۔ **نسائی**، احمد بن شعیب النسائی (۲۱۵۔۳۰۳ھ/۸۳۰۔۹۱۵ء)۔ **السنن**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۶ھ/۱۹۹۵ء۔

۲۷۔ **نسائی**، احمد بن شعیب النسائی (۲۱۵۔۳۰۳ھ/۸۳۰۔۹۱۵ء)۔ **السنن الکبری**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۱ء۔

۲۸۔ **ہیثمی**، نور الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر بن سلیمان (۷۳۵۔۸۰۷ھ/ ۱۳۳۵۔۱۴۰۵ء)۔ **مجمع الزوائد ومنبع الفوئد** قاہرہ، مصر: دار الریان للتراث + بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۷ء۔

۲۹۔ **ہندی**، حسام الدین، علاء الدین علی متقی (م ۹۷۵ھ)۔ **کنز العمال**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۳۹۹/ ۱۹۷۹۔

30. Abd Allah Ahmad Na'im, *Human Rights and religious Values*.

31. Christian Stracke, *The Clash of Civilizations and the Remaking of the World Order*, Journal of International Affairs, vol. 51, 1997.

32. Philip Marfleet, *The "Clash" Thesis: War and Ethnic Boundaries in Europe*, Arab Studies Quarterly, vol. 25, 2003.

33. Simon Murden, *Sulture in World Affairs in John Baylis & Steve Smith's*, The Globalization of World Politics, OUP, 2001.